لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

اللہ تعالیٰ کے بے پایاں تفضلات و احسانات پر

اس کی حمد و ثنا اور شکر و امتنان کے جذبات سے معمور

للہی اخوت و محبت ، مثالی نظم وضبط، ذوق و شوق عبادت اور مہمان نوازی کی اعلیٰ اسلامی روایات کے

نہایت بابرکت روحانی ماحول میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۴ویں جلسہ سالانہ کاانعقاد

برطانیہ سمیت دنیا بھر سے ۲۱ہزار سے زائد افراد کی جلسہ میں شمولیت، مجلس سوال وجواب اور عالمی بیعت کی تقاریب

صرف ایک سال کے عرصہ میں خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ تمام عالم میں

ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیس ہزار دو صد چھبیس افراد

بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے

جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقیات اور اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات اور نصرت و تائید کے
ایمان افروز واقعات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ پرمشتمل سیدنا
حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطابات

ہزارہا افراد نے حضور ایدہ اللہ سے شرف ملاقات کی سعادت حاصل کی

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ اپنی تمام تر اعلیٰ روایات کے ساتھ ۳۰، ۳۱رجولائی اور یکم راگست بمطابق جمعہ، ہفتہ اور اتوار نہایت کامیابی کے ساتھ اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوا۔ برطانیہ سمیت دنیا بھر سے اکیس ہزار سے زائد مرد وزن اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ امسال خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کے وقت حاضری گزشتہ سال کے آخری دن کی حاضری سے زیادہ تھی۔ گزشتہ سال کے جلسہ کے آخری دن کی رپورٹ کے مطابق جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد سترہ ہزار پانچ صد (۱۷۵۰۰) تھی جبکہ امسال پہلے روز کے افتتاحی اجلاس کے وقت تک حاضری اٹھارہ ہزار پانچ صد (۱۸۵۰۰) ہو چکی تھی۔ برطانیہ کے علاوہ دیگر ممالک میں سے سب سے زیادہ مہمان جرمنی سے تشریف لائے۔

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM**, INC., AT THE LOCAL ADDRESS
31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey,
OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ
أَتَاهُمْ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٥٧﴾
لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٨﴾
وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَا
تَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٩﴾
إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦٠﴾
وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ
يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦١﴾

وہ لوگ جو کہ اللہ کی آیتوں کے بارے میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس (خدا کی طرف سے) آئی ہو بحث میں لگے رہتے ہیں ان کے دلوں میں بڑی بڑی خواہشیں ہیں جن کو وہ کبھی نہ پہنچیں گے پس اللہ کی پناہ مانگتا رہ۔ وہ بہت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔
آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے بڑا کام ہے۔ مگر اکثر انسان جانتے نہیں۔
اور اندھے اور آنکھوں والے برابر نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایمان لے آئے اور ایمان کے مطابق انھوں نے کام کیے۔ وہ بدکار لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے تم لوگ بالکل نصیحت حاصل نہیں کرتے۔
اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تباہی کی گھڑی ضرور آنے والی ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔
اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو، میں تمہاری دعا سنوں گا۔ جو لوگ ہماری عبادت کے معاملہ میں تکبر سے کام لیتے ہیں وہ ضرور جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہونگے۔

نگران - صاحبزادہ مرزا مظفر احمد امیر جماعت احمدیہ
مدیر - سید شمشاد احمد ناصر

فہرست مضامین

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ـ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا! بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ یعنی صدقِ دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ ردّ نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔

ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب دعوۃ المسلم مستجابۃ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔

ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى۔ (مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شر ما عمل)

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے ہدایت طلب کرتا ہوں۔ تقویٰ اور عفت مانگتا ہوں۔ مجھے فارغ البالی عطا کر اور ہر دوسرے سے بے نیاز کر دے۔

ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ: لَا تَنْسَنَا يَا اُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ۔ فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا۔

(ترمذی کتاب الدعوات، مسند احمد ص۲۹، ص۵۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرہ کے لیے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا۔ میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے حضورؐ کی اس بات سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بدلے میں مجھے ساری دنیا مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہو۔

ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حَتّٰى يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهُ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں! کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں! کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اسکو بخش دوں!

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہی ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد اول ص 336)

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دعاؤں میں قبولیت خداتعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور دعاؤں کے لئے بھی ایک وقت جیسے صبح کا ایک خاص وقت ہے۔ اس وقت میں خصوصیت ہے۔ وہ دوسرے اوقات میں نہیں۔ اسی طرح پر دعا کے لئے بھی بعض اوقات ہوتے ہیں جبکہ ان میں قبولیت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 309)

ایک تو رات کے تین بجے تہجد کے واسطے خوب وقت ہوتا ہے۔ کوئی کیسا ہی ہو تین بجے اٹھنے میں اس کے لئے ہرج نہیں۔ اور دوسرا جب اچھی طرح سورج چمک اٹھے تو اس وقت ہم بیت الدعا میں بیٹھتے ہیں۔ یہ دونوں وقت قبولیت دعا کے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 283)

ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے۔ صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے۔ جو خدا نے ہمیں دیا ہے کیا دوست کے لئے اور کیا دشمن کے لئے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرہ بھر بھی نہیں ہے۔ مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 132)

دردوں سے نجات کی دعا

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ نے آنحضرت ﷺ سے جسم میں دردوں کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو۔ اور تین بار بسم اللہ پڑھو۔ پھر سات مرتبہ یہ دعا کرو۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ وَقُدرَتِہٖ مِن شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس شر سے جو مجھے لاحق ہے اور جس کا مجھے اندیشہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب وضع یدہ)

تاریخِ مذہب کا منفرد اور ایمان افروز واقعہ - عالمی سجدۂ تشکر ادا کیا گیا

ایک کروڑ روحیں مولا کے در پر سجدہ ریز ہو گئیں

ساتویں عالمی بیعت یکم - اگست 1999ء

104 ممالک کی 231 قوموں کے ایک کروڑ آٹھ لاکھ 20 ہزار نئے افراد نے اس سال جماعت احمدیہ میں شمولیت کا اعزاز حاصل کیا

○ اسلام آباد (برطانیہ) ساتویں عالمی بیعت یکم اگست 1999ء کو جماعت احمدیہ برطانیہ کے 34 ویں جلسہ سالانہ کے تیسرے دن منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر اعلان کیا گیا کہ اس سال خدا کے فضل و کرم سے ایک کروڑ آٹھ لاکھ 20 ہزار 226 نئے افراد نے دنیا بھر میں احمدیت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عالمی بیعت کے موقع پر تشریف لائے تو جملہ احباب جماعت پہلے ہی قطاروں میں تیار بیٹھے تھے۔ اس دفعہ عالمی بیعت کی تقریب میں جلسہ گاہ میں 25 زبانوں میں بیعت کے الفاظ کا ترجمہ دوہرایا گیا۔ اور ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا کے 158 ممالک کے احمدیوں نے اپنے نئے بھائیوں کے ساتھ تجدید بیعت کا شرف حاصل کیا۔

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن نے عالمی بیعت سے قبل اس کا طریق کار انگریزی زبان میں بیان فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ انگریزی زبان میں بیعت کے الفاظ پڑھیں گے اور پھر احباب ان کو دوہرائیں گے۔ اس کے بعد ان الفاظ کا ترجمہ 25 مختلف زبانوں میں دوہرایا جائے گا۔ اس کے بعد ایڈیشنل وکیل التبشیر مکرم عبدالماجد طاہر صاحب نے مختصراً بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ ساتویں عالمی بیعت 1999ء کے موقع پر ایک کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار 226۔ افراد نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی ہے۔ ان کا تعلق 104 ممالک کی 231 قوموں سے ہے اور اس وقت 25 زبانوں میں یہاں پر بیعت کے الفاظ کا ترجمہ کر کے دوہرایا جائے گا۔ اس کے بعد سات نمائندگان نے دنیا بھر کی قوموں اور مبائعین کی نمائندگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کو پکڑا۔ ان احباب کے کندھوں پر دیگر احباب نے ہاتھ رکھ کر یہ رابطہ جملہ عام احباب تک پہنچایا اور تمام احباب جماعت نے جو یہاں موجود تھے ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر یہ رابطہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ساتھ ملا لیا۔

حضور ایدہ اللہ نے انگریزی زبان میں بیعت کے الفاظ ادا فرمائے۔ جس کو احباب نے دوہرایا اس کے بعد 25 زبانوں میں بیعت کے الفاظ کے ترجمہ کی آوازیں بیک وقت بلند ہوئیں۔ یہ ایک عجیب حیران کن نظارہ تھا اور ایک خاص روحانی جذب اور لطف ساتھ لئے ہوئے تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بیعت کے الفاظ نہایت درجہ سوز اور رقت سے ادا کر رہے تھے اور یہی کیفیت اسلام آباد میں موجود 20 ہزار کے مجمع پر اور ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا بھر کے ایک کروڑ نئے نومبایعین اور پہلے سے احمدی کروڑوں احباب پر طاری تھی۔

بیعت کے الفاظ کے بعد حضور نے فرمایا اب ہم سجدہ شکر ادا کریں گے اس کے لئے کسی سمت کی ضرورت نہیں جو جہاں بیٹھا ہے وہیں سجدہ کر دے اس کے بعد تمام احباب نے سجدہ شکر ادا کیا اور اس کے بعد عالمی بیعت 1999ء کی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے اس غیر معمولی فضل اور تائید و نصرت کے اس بے مثال نظارے نے پوری جماعت احمدیہ کو تسبیح و تحمید اور خوشی و مسرت سے معمور کر دیا ہے۔ اس بے مثل اور تاریخی واقعہ پر ہم اپنے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام احمدیہ جماعت کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو فزوں تر کرتا چلا جائے۔ اور آئندہ اس سے بھی بڑھ کر اپنی قدرت کے معجزے دکھائے۔

خدا کی طرف سے بہت سے اعجازی نشان ہیں جو سارے عالم میں ظاہر ہو رہے ہیں جن کے نتیجہ میں لوگ جوق در جوق احمدیت کو قبول کرتے چلے جا رہے ہیں

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک (۱۵۸) ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ امسال چار نئے ممالک کا اضافہ

نئے ممالک میں نفوذ کے ساتھ دنیا بھر میں مساجد اور تبلیغی مراکز یعنی مشن ہاؤسز کا اضافہ

اس وقت تک ۵۳ زبانوں میں مکمل تراجم قرآن کریم شائع ہو چکے ہیں

مختلف زبانوں میں نئے لٹریچر کی تیاری، وکالت اشاعت کے تحت مختلف ممالک کو کتب کی ترسیل، احمدیہ چھاپہ خانوں، پریس اینڈ میڈیا ڈیسک اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل سے متعلق اعداد و شمار پر مشتمل نہایت ایمان افروز تفصیلات

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ (۳۱ جولائی): آج بعد دوپہر چار بجے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس کی کارروائی سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے پر تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم عبد المومن طاہر صاحب نے کی اور پھر اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم کرشن احمد پٹیل نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

بعد ازاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ النصر کی تلاوت کے ساتھ خطاب کا آغاز فرمایا۔ (اس حد درجہ ایمان افروز خطاب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے)۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جلسہ کا دوسرا دن ہے اور دوسرے دن کا وہ خطاب شروع ہے جس میں اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں۔ یعنی وہ اعداد و شمار جن کا دراصل شمار ممکن نہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے اعداد و شمار۔ بے انتہا فضل ہیں۔ اتنے کہ سمیٹے نہیں جاسکتے۔ لیکن کوشش کی گئی ہے کہ ہم فضلوں کے ذکر کا کچھ کچھ حصہ بیان کر سکیں۔

حضور نے فرمایا کہ اعداد و شمار کا ذہن ہر ایک کو نصیب نہیں ہوا کرتا۔ خصوصاً تعلیمیافتہ لوگ اعداد و شمار سے گھبراتے ہیں اور توجہ مرکوز نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے اجتماعی اعداد و شمار کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کی چند مثالیں بھی آپ کے سامنے رکھی جائیں گی جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مزید فضل عطا ہو رہے ہیں یعنی خدا کی طرف سے بہت سے اعجازی نشان ہیں جو سارے عالم میں ظاہر ہو رہے ہیں جن کے نتیجہ میں لوگ جوق در جوق احمدیت کو قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

حضور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے نئے ممالک میں نفوذ کا اجمالی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک دنیا کے ۱۵۸ ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔

☆......امسال جو چار نئے ممالک احمدیت میں داخل ہوئے ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) چیک ریپبلک (Czech Republic)۔ (۲) سلووک ریپبلک (Slovak Republic)۔

(۳) ایکواڈور (Ecuodor)۔ (۴) لیسوتھو (Lesotho)

جماعت جرمنی کی نمایاں خدمات

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نئے ممالک میں احمدیت کو پھیلانے میں سب سے زیادہ خدمت جماعت جرمنی نے کی ہے۔ ان کے سپرد آٹھ ممالک کئے گئے تھے۔ گزشتہ سال تک وہ درج ذیل چھ ممالک میں احمدیت کو نافذ اور منظم کر چکے تھے۔ یعنی بلغاریہ، بوزنیا، رومانیہ، سلووینیا، میسیڈونیا (مقدونیہ) اور کروشیا۔ الحمد للہ کہ امسال بقیہ دو ممالک سلووک ریپبلک (Slovak Republic) اور چیک ریپبلک (Czech Republic) میں بھی انہوں نے کامیابی حاصل کر لی ہے اور جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آچکا ہے۔

ایکواڈور (Ecuodor) میں احمدیت کا نفوذ

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایکواڈور میں احمدیت کا نفوذ اس طرح ہوا کہ کینیڈا میں Ecuodor کے ایک دوست ناصر احمد (Fernando Astudillo) نے احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے جلد جلد اخلاص میں ترقی کی۔ یہ اپنے عزیزوں سے ملنے ایکواڈور گئے اور ان کی دعوت اللہ کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے ایک کٹر رومن کیتھولک خاندان میں سے پانچ افراد نے اسلام قبول کر لیا ہے اور یہ سلسلہ اب مسلسل بڑھ رہا ہے اور امید ہے کہ نمایاں کامیابی حاصل ہوگی۔

لیسوتھو (Lesotho) میں احمدیت کا نفوذ

لیسوتھو (Lesotho): اس ملک میں جماعت کے قیام کی ذمہ داری ساؤتھ افریقہ جماعت پر ڈالی گئی تھی۔ الحمد للہ امسال انہوں نے یہاں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ ایک علاقہ کا انتخاب کر کے کام شروع کیا گیا۔ سوال و جواب کی مجالس ہوئیں۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اللہ کے فضل سے پہلی مجلس میں ہی ایک دوست Patrick Rafuto بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے اپنے لئے اسلامی نام ہارون رافوتو پسند کیا ہے۔ وفد کو اپنے گھر لے گئے جہاں وفد کے ممبران نے اذان دینے کے بعد باقاعدہ باجماعت نماز ادا کی۔ اور بھی بہت سے لوگ احمدیت کے قریب آگئے ہیں۔ علاقہ کے چار چیف صاحبان سے بھی رابطہ ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے علاقہ میں احمدیت کو خوش آمدید کہا ہے۔ یہاں بھی انشاء اللہ بہت جلد مزید کامیابیاں نصیب ہوں گی جن کی تفصیل انشاء اللہ اگر خدا نے توفیق دی تو آئندہ جلسہ میں پیش کی جائے گی۔

اس کے علاوہ ساؤتھ افریقہ نے سوازی لینڈ (Swaziland) میں بھی کام شروع کیا ہے۔ اب تک ایک تبلیغی وفد بھجوایا جا چکا ہے۔

امریکہ: امریکہ کے سپرد ۱۵ ممالک سنٹرل اور ساؤتھ امریکہ کے کئے گئے تھے لیکن ابھی تک صرف جمیکا (Jamaica) میں جماعت قائم کر سکے ہیں۔

مساجد اور تبلیغی مراکز میں اضافہ

حضور نے فرمایا کہ مساجد اور تبلیغی مراکز کے اضافہ میں افریقہ اور ہندوستان کی جماعتیں سب دنیا پر سبقت لے گئی ہیں۔ ان ممالک میں چھوٹی چھوٹی مساجد اور ساتھ تبلیغی وانتظامی مراکز بہت کم خرچ پر بنائے جاسکتے ہیں۔ جب کہ بڑے بڑے مغربی ممالک میں یہ صورتحال نہیں ہے۔ وہاں بڑے اخراجات اور بڑی جگہوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ تاہم مغربی ممالک کو بھی مشکلات کے باوجود نظرانداز نہیں کیا جا رہا۔

☆......امریکہ میں ایسے تبلیغی مراکز کی تعداد ۳۶ ہے اور کینیڈا میں دس ہے۔

☆......امریکہ میں امسال ورجینیا ریاست کے شمالی حصہ میں ایک بہت اچھے علاقہ میں ۴ء۷ لاکھ ڈالرز میں خریدا گیا ہے۔ اب یہاں مسجد اور تبلیغی مرکز کی تعمیر کے لئے نقشے بن رہے ہیں۔

علاوہ ازیں شکاگو، ہیوسٹن، فلاڈلفیا اور ڈیٹرائٹ میں بھی نئی مساجد اور تبلیغی مراکز کے منصوبے زیر کارروائی ہیں۔ نیز تازہ ترین اطلاع کے مطابق واشنگٹن کی مسجد کے ساتھ ملحق ایک چالیس ایکڑ قطعہ زمین خریدا جا چکا ہے جو اس مرکزی مسجد کی روز بروز بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے لئے کام آئے گا۔

کینیڈا میں امسال مسی ساگا میں ایک نہایت ہی باموقعہ اور خوبصورت عمارت مناسب قیمت پر خریدنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ یہ عمارت ۵۔۱۶ءایکڑ کے پلاٹ پر تعمیر شدہ ہے۔ جس کا صرف مسقف حصہ ۲۸ ہزار مربع فٹ ہے۔ اور ۲۱۸ گاڑیوں کی پارکنگ کا انتظام موجود ہے۔ ایک بہت بڑا ہال ہے جس میں ۱۲۰۰ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس میں چالیس دفاتر ہیں جن میں ہر قسم کا فرنیچر موجود ہے۔ ساری عمارت ائر کنڈیشنڈ ہے اور نہایت اچھی حالت میں ہے۔ یہ عمارت ۱۹ لاکھ پچانوے ہزار ڈالر میں خریدی گئی ہے۔ اس عمارت کی خرید کے لئے جماعت احمدیہ کینیڈا نے تین ماہ کے عرصہ میں ۲۰ لاکھ ڈالر سے زائد رقم اکٹھی کی ہے۔ عورتوں نے اپنے زیورات کثرت سے پیش کئے۔ الحمدللہ۔

حضور نے فرمایا لیکن اتنی بڑی عمارت کے ائر کنڈیشن کو جاری رکھنا بھی بہت خرچ چاہتا ہے۔ اب خدا کرے کہ اس کثرت سے وہاں نمازی بھی پیدا ہوں کہ وہ اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں اور وہ اخراجات بھی مہیا ہوں کہ اس ائر کنڈیشنڈ عمارت کو مسلسل اسی حالت میں رکھا جائے کہ ہر چیز ٹھنڈی اور اعتدال پر رہے۔

جرمنی میں یک صد مساجد کی تعمیر کا منصوبہ

اس وقت تک جماعت جرمنی سات مقامات پر مسجد کے لئے قطعات خرید چکی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ساری جماعت جرمنی ملک کی مختلف جماعتوں کو نمازوں کے لئے جگہیں میسر ہیں لیکن باقاعدہ مساجد کی تعمیر نہیں ہو سکی تھی۔ اب خدا کے فضل سے اس مسئلہ پر بڑی سنجیدگی سے کام ہو رہا ہے۔ اب سات مقامات پر مسجد کے لئے قطعات خریدے جا چکے ہیں۔ اس پر ۲۶ لاکھ ۹۷ ہزار ۵۴۵ جرمن مارک خرچ آیا ہے۔ (اس سکیم کے تحت Wittlich شہر میں پہلی مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ یہ مسجد تعمیر کے آخری مراحل میں ہے)۔

جماعت انگلستان

جماعت احمدیہ انگلستان نے بھی مساجد کی تعمیر کے پروگرام پر عمل درآمد شروع کیا ہے۔ بریڈ فورڈ میں ایک قطعہ زمین مسجد کے لئے خریدا جا چکا ہے اور دیگر مختلف شہروں میں جائزے لئے جا رہے ہیں۔ ان کی مرکزی مسجد کی تعمیر کا پروگرام بھی جاری ہے۔

ناروے: ناروے میں جماعت کی پہلی بڑی مسجد کی تعمیر کا آغاز ہو چکا ہے۔

سویڈن: سویڈن میں مسجد ناصر کی توسیع پر کام شروع ہو چکا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں حتی المقدور اختصار سے بات کر رہا ہوں تاکہ تھوڑے وقت میں بڑے کام کو سمیٹا جا سکے۔

صرف مساجد بنا دینا کافی نہیں ان کی آبادی کے لئے بھی کوشش ہونی چاہئے

حضور نے فرمایا کہ اقبال نے اقرار کیا ہے کہ ۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

حضور نے فرمایا کہ یہاں جو مسجد بناتے ہیں وہ سچی ایمان کی حرارت والے بناتے ہیں۔ پہلے نمازی بنتے ہیں تو پھر خدا کے فضل سے مسجد تعمیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رکھے گا۔

امیر صاحب کینیڈا لکھتے ہیں: مسجد بیت الاسلام سے ملحقہ ۱۵۰ ایکڑ زمین پر ایک Builder نے مکان بنانے کا منصوبہ بنایا تو اس سے بات چیت کی گئی کہ اگر وہ مکانوں کے نقشوں میں ہماری ضرورت کے مطابق تبدیلیاں کرے اور اچھی قیمت دے تو احمدی احباب زیادہ سے زیادہ مکان خریدیں گے۔ اس وقت ایک سو سے زائد خاندان مکان خرید چکے ہیں۔ ان تمام گھروں سے مسجد بیت الاسلام ۲ سے ۵ منٹ کی مسافت پر ہو گی۔ اگلے سال مزید ۶۰ سے ۱۰۰ خاندان مکان خرید سکیں گے۔

اس رہائشی منصوبہ کا نام دارالامن ہے۔ باوجود مخالفت کے سٹی کونسل نے اس منصوبہ میں تمام سڑکوں کے نام جماعت کی تجویز کے مطابق منظور کئے ہیں۔ بورڈ لگ چکے ہیں اور اس علاقہ کے نقشہ میں یہ نام چھپ چکے ہیں۔

علاوہ ازیں مسجد بیت الاسلام کے جنوبی جانب ایک بہت بڑے پبلک پارک کا نام سٹی کونسل نے متفقہ طور پر احمدیہ پارک رکھا ہے۔

تراجم قرآن کریم و دیگر کتب

اس وقت تک طبع شدہ تراجم قرآن کی تعداد ۵۳ ہے۔ امسال کشمیری ترجمہ قرآن کا اضافہ ہوا ہے۔

مزید برآں دو تراجم قرآن اشاعت کے لئے بالکل تیار ہیں یعنی:

(۱) Kikamba۔(کینیا) اور (۲) Kanri۔(انڈیا)

نو (۹) تراجم دوران سال مکمل ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ترجمہ میں بہت دقتیں ہیں۔ ایک ترجمہ کو بار بار دیکھا جاتا ہے اور قرآن کریم کے مختلف بطن ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ سادہ عام فہم بطن کے مطابق ترجمہ ہو۔ بہت محنت کی جاتی ہے۔ دعا کریں کہ ان سب کٹھن مراحل میں اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے۔ اب بڑی احتیاط سے بار بار ان کی نظر ثانی ہو رہی ہے۔ ان کی نام بنام فہرست پیش خدمت ہے:

(۱) Catalan (سپین) (۲) Etsako (نائیجیریا) (۳) Jula (آئیوری کوسٹ)
(۴) Khamer (کمبوڈیا) (۵) Kikongo (کونگو۔زائر) (۶) Baule (آئیوری کوسٹ)
(۷) Bete (آئیوری کوسٹ) (۸) Sundanese (انڈونیشیا) (۹) Hungarian (ہنگری)

حسب ذیل مزید ۲۲ زبانیں زیر ترجمہ ہیں:

(۱) Africaan (ساؤتھ افریقہ) (۲) Asante Twi (غانا) (۳) Burmese (برما)
(۴) Creole (ماریشس) (۵) Fula (گیمبیا) (۶) Hebrew (اسرائیل۔فلسطین)
(۷) Javanese (انڈونیشیا) (۸) Kijaluo (کینیا) (۹) Kiribas (فجی)
(۱۰) Lingala (کانگو۔زائر) (۱۱) Malagasy (مڈغاسکر۔مالاگاشی)
(۱۲) Mindinka (گیمبیا) (۱۳) Mose (بورکینافاسو) (۱۴) Nepalese (نیپال)
(۱۵) Samoan (فجی) (۱۶) Sinhala (سری لنکا) (۱۷) Thai (تھائی لینڈ)
(۱۸) Uzbec (ازبکستان) (۱۹) Waale (غانا) (۲۰) Wolof (گیمبیا)
(۲۱) Xhosa (ساؤتھ افریقہ) (۲۲) Yao (تنزانیہ)

درج ذیل تین زبانوں کے لئے مستند مترجمین سے نمونے منگوا کر چیک کروائے جا رہے ہیں:

(۱) Kazak (قزاخستان) (۲) Kirgiz (قرغیزستان) (۳) Kurdish (کردستان)

یہ سب کو ملا کر کل تعداد نواسی (۸۹) بنتی ہے۔

قرآن کریم کے علاوہ دوران سال ۸۷ کتب / فولڈرز کے تراجم مختلف زبانوں میں ہوئے۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

☆...... گیارہ کتب کا ترجمہ البانین (Albanian) زبان میں ہوا ہے۔
☆...... گیارہ کتب کا ترجمہ بوزنین (Bosnian) زبان میں ہوا ہے۔
☆...... چھ کا ترجمہ جرمن (German) زبان میں ہوا ہے۔
☆...... پانچ کا ترجمہ ازبک (Uzbek) زبان میں ہوا ہے۔
☆...... چھ کا ترجمہ ہاؤسا (Hausa) زبان میں ہوا ہے۔
☆...... گیارہ کا ترجمہ ترکی (Turkish) زبان میں ہوا ہے۔
☆...... English، Chines اور Khamer زبانوں میں چار چار کتب کے تراجم ہو چکے ہیں۔
☆...... انکے علاوہ Russian، Norwegian، Persian، French، Urdu، Arabic، Swahili، Hindi، Sindhi، Malayalam، Somalian، Xosa، Waale، Oria، Marathi، Indonesian، Danish، Czech، Asante-Twi اور Africaan زبانوں میں بھی مختلف کتب اور فولڈرز کے نئے تراجم ہوئے ہیں۔

مزید برآں ۷۸ کتب اور فولڈرز کے ۹ مختلف زبانوں میں ترجمے ہو رہے ہیں۔

وکالت اشاعت کے تحت مختلف ممالک کو کتب کی ترسیل

حضور نے فرمایا کہ شائع کرنا الگ بات ہے اور پھر اس کو مناسب رنگ میں مناسب لوگوں تک پہنچانا ایک الگ کام ہے اور اس میں بھی بہت چھان بین کی جاتی ہے اور کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ کوشش کی جاتی ہے کہ بنجر زمین پر بیج نہ پڑے اور حتی المقدور اچھی زمینیں منتخب کی جائیں۔ وکالت اشاعت اس سلسلہ میں بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ دوران سال لندن سے مختلف ممالک کو دو لاکھ اکیس ہزار چھ صد اکتالیس کی تعداد میں متفرق کتب بھجوائی گئیں اور ان کی نگرانی کی گئی کہ یہ کتب پھر آگے تقسیم ہوں۔

اس کے علاوہ مختلف جماعتوں نے اپنی ضرورت کے مطابق جو لٹریچر خود شائع کیا ہے اس کی تعداد چھ لاکھ چوراسی ہزار پانچ سو ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ مختلف دانشوروں کے خیالات احمدیہ طرز فکر کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں اور بعض تو کھل کر یہ اقرار کرتے ہیں کہ عملاً خواہ وہ جماعت میں شامل نہ بھی ہوں لیکن جماعت کے ساتھ نظریاتی طور پر متفق ہو چکے ہیں۔ تو اس طرح زمین تیار ہو رہی ہے۔ جب

انقلاب کا وقت آئے گا تو اس وقت یہ سب لوگ پکے ہوئے پھل کی طرح احمدیت کی جھولی میں آگریں گے۔

احمدیہ چھاپہ خانوں کا ذکر

رقیم پریس اسلام آباد کے انچارج ملک مظفر احمد صاحب کی نگرانی میں افریقن ممالک غانا، نائیجیریا، گیمبیا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور تنزانیہ میں ہمارے چھاپہ خانوں کی حالت دن بدن زیادہ معیاری ہو رہی ہے۔ اپنے ملک کے سرکاری چھاپہ خانوں کے لئے بھی یہ حسن کارکردگی میں مثال بن گئے ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات حکومت نے کچھ شائع کروانا ہو تو جماعت کے پریس سے رجوع کرتی ہے۔

امسال رقیم پریس اسلام آباد اور دیگر چھاپہ خانوں سے جو طباعت ہوئی ہے اس کا خلاصہ پیش ہے:

☆......رقیم پریس اسلام آباد سے ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار ایک سو کی تعداد میں کتب و جرائد شائع ہوئے۔

☆......افریقہ کے احمدیہ چھاپہ خانے، جو اس وقت جدید مشینری کے ساتھ کام کر رہے ہیں ان میں طبع ہونے والے کتب و جرائد کی تعداد دو لاکھ بارہ ہزار انتیس ہے۔ یہ تعداد گزشتہ سال کی نسبت تین گنا زائد ہے۔

☆......ان چھاپہ خانوں کے ذریعہ ہمسایہ ممالک کی ضروریات بھی پوری کی جارہی ہیں۔

پریس اینڈ میڈیا ڈیسک

اس شعبہ کے تحت دنیا کے مختلف رسائل اور جرائد میں جماعت کی تائید میں مضمون لکھوائے جاتے ہیں یا جماعت کے خلاف لکھے جانے والے مضامین کا جواب شائع کروایا جاتا ہے۔ اس کام کا آغاز لندن سے ہوا تھا۔ چوہدری رشید احمد صاحب کو اس کا انچارج مقرر کیا گیا تھا جو اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اور ان کی ٹیم نے مثالی کام کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ایم ٹی اے۔ نئے دور میں

یورپ، شرق اوسط اور ایشیا کے علاقوں کے لئے ڈیجیٹل (Digital) نشریات کا آغاز

حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے امسال یورپ، شرق اوسط اور ایشیا کے علاقوں کے لئے یورپ کی سب سے زیادہ مقبول سیٹلائٹ HOTBIRD 4 پر ایم ٹی اے کا ڈیجیٹل چینل شروع کیا جا چکا ہے۔

اس سیٹلائٹ پر اس وقت تین سو سے زیادہ چینل چل رہے ہیں جن میں مختلف یورپی زبانوں کے علاوہ بہت سی مقبول عربی چینل بھی شامل ہیں۔ جو جماعت کی نہیں بلکہ عرب ممالک کی ہیں۔

ان ڈیجیٹل نشریات کے آغاز سے ہم دنیا بھر میں بہت سے ایسے ناظرین تک پہنچ رہے ہیں جن تک پہلے رسائی ممکن نہ تھی۔ اس طرح تبلیغ کے نئے رستے کھل رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو تین سو چینل کام کر رہے ہیں اس میں ہماری بس ایک ہی چینل ہے جس نے ڈیجیٹل نظام لینا ہوا اس کو مجبوراً اتفاقاً یا کبھی ارادۃً ہماری چینل دیکھنی ہی پڑتی ہے اور اکثر لوگ جن کو ایک دفعہ یہ چینل دیکھنا نصیب ہو جائے پھر اس سے چمٹ ہی جاتے ہیں اور خدا کے فضل سے اکثر اوقات اس چینل کا توجہ کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ایم ٹی اے آغاز ہی سے ان چینلز میں شامل ہو گئی ہے۔

اس وقت ڈیجیٹل (Digital) کے ساتھ ساتھ ہماری Analogue نشریات بھی جاری ہیں اور بہت سے علاقوں میں بیک وقت یہ دونوں سسٹم پہلو بہ پہلو چل رہے ہیں۔

ساؤتھ پیسفک (South Pacific) کے ممالک کے لئے MTA کی نئی سروس کا آغاز

حضور نے فرمایا کہ سابقہ مروجہ سیٹلائٹس کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات ساؤتھ پیسفک کے بعض علاقوں میں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ کیونکہ زمین کا Curve حائل ہو جایا کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیات صاحب کو اور ان کی ٹیم کو جزاء دے انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ نئی سیٹلائٹ دریافت کر لی ہے۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساؤتھ پیسفک کے تمام ممالک جن میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، جاپان وغیرہ شامل ہیں ایم ٹی اے کی دسترس میں آگئے ہیں۔ اسی سیٹلائٹ سسٹم کے ذریعہ بی بی سی ورلڈ سروس بھی اپنی نشریات پیش کرتی ہے۔ اب ہم سو فیصد اعتماد سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے پانچوں براعظم ایم ٹی اے کا پروگرام براہ راست دیکھ سکتے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

ڈیجیٹل ریکارڈنگ اور کمپیوٹرائیڈ ایڈیٹنگ کا انتظامی ڈھانچہ

حضور نے فرمایا کہ ڈیجیٹل پروگرام نشر کرنا اور بات ہے اور ڈیجیٹل پروگرام تیار کرنا اور بات ہے اس کے لئے ایک بہت بڑی محنتی ٹیم کی ضرورت ہے۔ رفیق احمد حیات صاحب ایم ٹی اے کے چیئرمین ہیں۔

ایم ٹی اے کے اس وقت ۱۴ ڈیپارٹمنٹ ہیں جن میں مجموعی طور پر ۳۵۰ رضاکار روزانہ باری باری ۲۴ گھنٹے ٹرانسمیشن کے لئے مختلف طریق سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ہومیوپیتھی طریق علاج کے ذریعہ قائم ہونے والے عالمی نظام شفا کا بکثرت فروغ

اور کثیر تعداد میں مفت خدمت کرنے والے شفاخانوں کا قیام

اس طریق علاج سے حیرت انگیز طور پر شفا پانے کی بعض مثالیں

ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ اسلام و احمدیت کے پیغام کی اشاعت

نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی مالی امداد

ہومیوپیتھی سے متعلق حضور ایدہ اللہ کی نئی کتاب کی خصوصیات کا تذکرہ۔ امید ہے اس کتاب سے اپنا علاج خود کرنے کا رجحان بڑھے گا

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس سے خطاب کا خلاصہ)

(قسط نمبر ۲)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہومیوپیتھک طریقہ علاج کو بکثرت فروغ ہو رہا ہے اور کثیر تعداد میں مفت خدمت کرنے والے شفاخانے قائم کئے جا رہے ہیں۔ ۷۳ ممالک سے موصول ہونے والی رپورٹس کے مطابق ایسے ۴۰۶ چھوٹے بڑے شفاخانے قائم ہو چکے ہیں۔ امسال ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ ۶۱ ہزار ۳۵۵ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ ان مریضوں میں ایک بھاری تعداد غیر از جماعت اور غیر مسلم افراد کی بھی شامل ہے۔ یہ مفت علاج رنگ و نسل اور مذہب کے فرق سے بالا رہ کر کیا جاتا ہے اور محض خلق اللہ کی بھلائی پیش نظر ہوتی ہے۔

مغربی ممالک میں انگلستان اور جرمنی اور افریقن ممالک میں سے گھانا نے جس منظم طریق پر اس کام کو بڑھایا ہے اور پھیلایا ہے وہ قابل تقلید ہے۔ انگلستان میں دوران سال ۲۴ ہزار سے زائد افراد کو علاج کی سہولت مہیا کی گئی۔ جرمنی نے ۲۳ ہزار سے زائد مریضوں کو مفت علاج مہیا کیا ہے۔ مزید برآں جرمنی نے دوسرے یورپین ممالک کو بھی مفت ادویات مہیا کیں۔ غانا میں ۳۲ ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا۔ چھوٹے بڑے ۳۲ شفاخانے قائم کئے جا چکے ہیں۔ غانا کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ سارے افریقن ممالک میں مفت ادویات غانا ہی سے بھجوائی جاتی ہیں اور مختلف افریقن ممالک کے نوجوانوں کو ہومیوپیتھک طریقہ علاج کی تربیت بھی غانا کے زیر نگرانی دی جا رہی ہے۔

انڈونیشیا: انڈونیشیا نے حیرت انگیز طور پر بہت جلد ترقی کی ہے۔اس سے پہلے انڈونیشیا میں نہ احمدیوں میں کہیں ہومیو پیتھک کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ قیوم صاحب کو جزاء دے انہوں نے اور ان کے عزیزوں نے خاص طور پر بہت محنت سے کام کیا ہے اور اس قدر تیزی سے ترقی کی ہے کہ اس وقت تک اللہ کے فضل سے تمام ملک میں ۱۹۸ چھوٹے بڑے شفاخانے قائم ہو چکے ہیں۔ یہ بہت بڑی تعداد ہے۔اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو میں باتیں کر رہا ہوں یہ صرف عام شفا کی باتیں نہیں ہیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کے متعلق بطور الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے بتا دیا گیا تھا۔اور تائیدی رؤیا بھی ایسی دکھائی گئیں جن کی تعبیر اس کے سوا ہو نہیں سکتی کہ ہومیو پیتھک کے جو بڑے بڑے ڈبے تقسیم ہوتے ہیں جن میں ہزاروں دوائیاں لوگوں تک پہنچائی جاتی ہیں انہی کا ذکر تھا اس کے سوا اس رؤیا کی کوئی تعبیر ممکن ہی نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کی تائید میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دکھائی گئی تھی۔

ہومیو پیتھک کے ذریعہ عالمی نظام شفا قائم ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام اور حضرت اماں جانؓ کی ایک تائیدی رؤیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"آج کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ الہام ہوا:

"اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَلِنَجْعَلَہٗ آیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۔ عِنْدِیْ مُعَالَجَاتٌ"

ترجمہ: یقیناً میں ہر اس شخص کی حفاظت کروں گا جو گھر میں ہے۔ (اور یہ اس لئے ہے) تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنادیں اور یہ فیصلہ شدہ امر ہے۔ میرے پاس علاج ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آخری فقرہ کہ "میرے پاس علاج ہیں" اس کا کیا مطلب ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جس وقت مجھے یہ الہام ہوا اس وقت میں نے گھر میں پوچھا کہ تم کو کوئی خواب آیا ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے الہام کے ساتھ ان کو بھی کوئی مصدق خواب آجایا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک بڑا بکس ادویہ کا چراغ لایا ہے۔ (چراغ نام ہے اس شخص کا جو لایا ہے)۔ اور شیخ رحمت اللہ نے روانہ کیا ہے۔ جب کھولا گیا تو دیکھا کہ ہزارہا شیشیاں اس میں دوا کی ہیں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اب ایک ڈبے میں ایلو پیتھک کی ہزارہا شیشیاں آ ہی نہیں سکتیں۔ یہ ہومیو پیتھک کا کمال ہے کہ چھوٹی چھوٹی شیشیوں کی صورت میں ہزارہا مریضوں کے لئے دوا مہیا کی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہزارہا شیشیاں اس میں دوا کی ہیں۔ کوئی بڑی کوئی چھوٹی۔ تب گھر میں تعجب کیا کہ کبھی کدائیں دس بارہ شیشیاں منگوائی جاتی تھیں مگر یہ ہزارہا شیشیاں کیوں منگوائی گئیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۷۶)

ظاہر ہے کہ ہومیو پیتھک ادویہ کے جو بکس تیار کئے جارہے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے۔

ہومیو پیتھک کی نئی کتاب کی خصوصیات

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نئی طباعت سے پہلے خاکسار اور میرے مہربان مددگاروں نے جو بہت بڑی تعداد میں ہیں بار بار اس کو پڑھ کر بہت باریکی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے۔ اس سے پہلے کتاب میں ہومیو پیتھک کی تاریخ وغیرہ کے متعلق جو غلطیاں راہ پاگئی تھیں ان کے بارہ میں باہر کے لوگ بھی لکھ کر مجھے متوجہ کرتے رہے۔ اس دوہرائی کے دوران جہاں ضروری تھا تکرار حذف کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ شروع میں جب میں لیکچر دیا کرتا تھا تو جو سامنے بیٹھے ہوتے تھے ان کو ہومیو پیتھک کی الف ب بھی نہیں آتی تھی۔ اس لئے بار بار ایک چیز کو بیان کرنا پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ تکرار کے بعد میں سمجھتا تھا کہ اب دل میں جگہ پا گئی ہوگی لیکن چھپی ہوئی کتاب میں تو اس کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ بعض نئے پڑھنے والوں کے لئے کچھ نہ کچھ تکرار کی ضرورت پیش آئے۔ بہر حال حتی المقدور تکرار کو ختم کر دیا گیا ہے۔

اس جلد میں اسّی (۸۰) مزید ادویات کا تعارف شامل کیا گیا ہے۔ اور بجائے دونوں جلدیں الگ الگ چھاپنے کے آسانی کے لئے ایک ہی جلد میں یہ دونوں چیزیں شامل ہیں۔ پرانی اور نئی ادویات۔ اللہ ملک مظفر احمد صاحب کو بہترین جزا دے کہ ایسا کاغذ تلاش کیا ہے کہ دبیز بھی ہے اور حجم میں بھی کم اور دو کتابوں کا مواد ایک ہی جلد میں اس خوبی سے سما گیا ہے کہ کتاب کا مجموعی حجم پہلے سے بھی کچھ کم ہو گیا ہے۔

اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ان مشہور جڑی بوٹیوں اور عناصر کی رنگین تصاویر شامل ہیں جن سے یہ ادویات تیار کی جاتی ہیں۔ اس سے پہلے ایسی تصاویر مہیا نہیں تھیں۔ ان تصاویر کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ جب آپ چند ادویات کا مطالعہ کر چکے ہوں گے تو مذکورہ ادویات میں سے کئی ایک کی تصویریں بھی مشاہدہ کر سکیں گے۔

ان تصاویر کی تیاری میں محترمہ مسرت پروین صاحبہ نے دن رات محنت کی ہے اور نہایت خوبصورت، دلکش اور دیدہ زیب تصاویر، ایک اعلیٰ پائے کے مصور کے طور پر اپنے برش اور رنگوں سے تیار کی ہیں۔ (اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ نے کتاب اپنے دست مبارک میں لے کر کتاب میں دی گئی تصاویر کے بعض نمونے حاضرین کو دکھائے اور فرمایا کہ) خدا کے فضل سے اس پہلو سے یہ کتاب دنیا میں Unique ہو گی اور بھی کئی پہلو ہیں جن میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہو گا مگر اس پہلو سے بھی یہ ایک لاثانی کتاب بنے گی۔ انشاءاللہ

ہومیو پیتھک علاج سے حیرت انگیز شفا کی مثالیں

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہومیو پیتھک کے ذریعہ شفاء کی اس کثرت سے مثالیں آ رہی ہیں کہ ان میں سے جو معدودے چند چنی گئی ہیں وہ مثال کے طور پر پیش خدمت ہیں۔ حضور نے فرمایا بے شمار مثالیں ہیں۔ کوئی دن کی ڈاک خالی نہیں جاتی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ لوگ لکھتے ہیں کہ اس قسم کی مرض دور ہو گئی جس کو ڈاکٹر نے لاعلاج قرار دیا تھا۔ یہ ساری مثالیں تو پیش کرنے کا وقت نہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے ملک وار چند منتخب واقعات پیش فرمائے۔

گیمبیا: گیمبیا سے Kawsu Kinteh صاحب لکھتے ہیں:

علاقہ کے ایک ۶۵ سالہ دوست Alieu صاحب کو جو اپنے علاقہ کی مشہور شخصیت ہیں۔ یہ احمدی نہیں ہیں ذیابیطس کی تکلیف تھی جس کے باعث بائیں ٹانگ میں گہری انفیکشن ہو گئی تھی۔ اس پر انہیں اسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ ڈاکٹری تشخیص کے مطابق ٹانگ کاٹنے کے بغیر چارہ نہ تھا۔ Alieu صاحب نے اپنے بیٹے سے جو امریکہ میں ڈاکٹر ہیں مشورہ کیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ اسپتال کی تشخیص بالکل درست ہے اس پر عمل کرو۔ مگر Alieu صاحب راضی نہ ہوئے اور جماعت گیمبیا کے ہومیو شفاخانہ میں علاج کے لئے تشریف لے آئے۔ جب ٹانگ کی حالت دیکھی تو موہوم سی امید تھی بلکہ Alieu صاحب اپنی زندگی سے تو تقریباً مایوس ہی ہو چکے تھے مگر ٹانگ کٹوانے پر آمادہ نہیں تھے۔ انہیں سلفر اور سورائینم ۲۰۰ طاقت میں باری باری اور ساتھ کلکیریا فاس اور کالی فاس ۶x میں شروع کروادی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے چند آزمودہ نسخوں میں یہ بھی ایک نسخہ درج ہے۔ اور ساتھ دعا اور نسخہ کے لئے مجھے بھی لکھ دیا کہ اس نسخہ کو اگر بہتر بنایا جاسکتا ہے تو تجویز فرمائیں۔

لکھتے ہیں: وہاں سے خلیفۃ المسیح کی ہدایت کے مطابق مزید اصلاح شدہ نسخہ بھجوایا گیا۔ نیز یہ اطلاع دی گئی کہ اس مریض کے لئے بارگاہ عزت میں عاجزانہ دعا کی گئی ہے۔ مکرم Alieu صاحب کو اب تقریباً مکمل شفا ہو چکی ہے۔ ٹانگ کٹوانا تو درکنار وہ صحیح سالم ٹانگ کے ساتھ کشتی میں مچھلیاں پکڑتے پھرتے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

تنزانیہ: تنزانیہ سے میاں غلام مرتضیٰ صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں:

ابھی چند دن ہوئے تھے کہ خاکسار نے پریکٹس شروع کی تھی۔ رات گیارہ بجے فون آیا کہ ایک چھ ماہ کی بچی کو ہیضہ ہو گیا ہے اور اس کی حالت خطرناک ہے۔ اس وقت اسے الٹیاں اور سخت کمزور کرنے والے تشنجی اسہال لگے ہوئے تھے۔ جتنی سی ہومیو پیتھی مجھے آتی تھی، علامتوں کے مطابق چائنا اور پوڈوفائیلم والا نسخہ دیا۔ الحمدللہ کہ آدھے گھنٹہ میں ہی بچی کو آرام آ گیا اور وہ صحت کی نیند سو گئی۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ نسخہ شاید میرے دماغ میں نہ آتا۔ مگر اس وقت کی علامتوں میں چونکہ دعا ساتھ ہوئی ہے یہ ٹھیک نشانے پر بیٹھا۔

پولینڈ: پولینڈ سے حامد کریم محمود صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں:

پولینڈ میں مقیم پاکستان ایمبیسی کے عملہ میں تین خاندانوں کو مرکزی نسخے استعمال کروائے گئے ہیں جن میں سے ایک مکرم اللہ ڈنو صاحب ہیں۔ ان کی اہلیہ کو بارہ سال کے بعد بفضلہ تعالیٰ امید ہوئی ہے اور وہ ہومیو پیتھک کا چلتا پھرتا اشتہار اور معالجین کے لئے سراپا دعا بن گئی ہیں۔

انڈونیشیا: جاوا، انڈونیشیا میں ایک عالم جماعت احمدیہ کی ہمیشہ مخالفت کیا کرتا تھا۔۔۔۔۔اسے

فالج ہو گیااور عیسائی ہسپتالوں میں علاج کرواتا رہا مگر ٹھیک نہ ہوااور آخر گھر بھیج دیا گیا۔ان کے پڑوسی نے اس کو بتایاکہ جماعت احمدیہ کے معلم کے پاس کوئی انمول دوائی ہے۔وہ جس کا علاج کرتے ہیں وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔تم بھی ان سے علاج کرواکر دیکھو۔اس کو مجبوراً معلم سے رابطہ کرنا پڑا۔ تین ہفتہ تک علاج کیا گیا جس کے بعد وہ خدا کے فضل سے بالکل شفایاب ہوا۔اس نے مخالفت چھوڑ دی ہے اور جماعت کے بارہ میں نیک خیال کا اظہار کرتا ہے۔

کینیا: کینیا نیروبی سے ڈاکٹر اقبال حسین لکھتے ہیں:

وہ ہومیو پیتھک کے باقاعدہ طالب علم نہیں رہے صرف ٹی وی پر لیکچرز سنے ہوئے تھے۔جب اس طریق علاج پر تجربے کئے تو حیران کن حد تک ان کو مفید پایا۔ایک خاتون کے سر میں پانی بھر گیا تھا اور ڈاکٹرز نے آپریشن تجویز کیا تھا۔اسے ایپس ۲۰۰ طاقت میں دی۔خاتون نے مجھے فون پر بتایاکہ آٹھ سال کے بعد پہلی بار سر درد سے نجات ملی ہے وگرنہ یہ زندگی اجیرن ہو چکی تھی۔

بورکینافاسو: بورکینا فاسو میں کل ۴۷ عارضی ہومیو شفا خانے لگائے گئے ہیں جن سے ۳۴ ہزار پندرہ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ان کی شہرت سن کر ملک کے وزیر اعظم صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ان کے گاؤں میں بھی اس طرح کا شفا خانے کا سلسلہ شروع کیا جائے جو انشاء اللہ عنقریب شروع کر دیا جائے گا۔

بورکینا فاسو کے ایک شہر کوپیلا میں جماعت کے خلاف ایک تنظیم نے جلسہ کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بہت گند بکا۔جب ان کی تقاریر ختم ہوئیں تو وہاں کے ایک صحافی نے ان سے پوچھاکہ آپ صرف یہی کچھ لے کر آئے تھے جو آپ نے کہا ہے یا کچھ اور بھی ہے۔پھر اس نے کہاکہ میں احمدیوں کو جانتا ہوں وہ کبھی کسی کے خلاف کچھ نہیں کہتے۔وہ ہمیشہ سچ کو سچ کہتے ہیں اور ہماری خدمت کرتے ہیں۔انہوں نے اس علاقہ میں متعدد کیمپ لگائے ہیں۔ہمیشہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ان کی مراد ہومیو پیتھی کیمپس سے تھی۔آپ صرف یہ بتائیں کہ آپ کی تنظیم غریبوں کی مدد کے لئے کیا کر رہی ہے۔تمام حاضرین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے بیک زبان کہاکہ ہاں اگر آپ

ہماری خدمت کے لئے آئے ہیں تو بسم اللہ۔ورنہ واپس چلے جائیں۔ہم مزید آپ کی کوئی بات نہیں سننا چاہتے۔اب تو خدا کے فضل سے اس علاقہ کے ہر شہر کا میئر اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ ان کے علاقے میں بھی مفت علاج کے ہومیو شفاخانے قائم کئے جائیں۔تین تین سو میل کا مشکل سفر کر کے لوگ دوائی لینے کے لئے ہمارے شفاخانوں میں آتے ہیں۔

محمود ناصر ثاقب صاحب مبلغ بورکینا فاسو تحریر کرتے ہیں:

واگاڈوگو شہر کے ایک شخص عمودودراگو کو ایک بیماری لاحق ہوئی جسے Zona کہا جاتا ہے۔مریض چند دن کا مہمان معلوم ہوتا تھا کیونکہ اس بیماری نے سر پر حملہ کیا تھا۔سر کا گوشت گلنا شروع ہو گیا تھا۔بائیں آنکھ کی نظر بالکل بند ہو گئی اور آنکھ ایک گندے پھوڑے کی طرح ہو چکی تھی۔اس مریض کو ہرپیز (Herpes) والا نسخہ دیا گیا یعنی آرنیکا، آرسنک، لیڈم ۲۰۰ طاقت میں۔خدا تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایاکہ چند دنوں میں اس کی حالت بدل گئی اور اب بفضلہ تعالیٰ اس کی بینائی پوری طرح بحال ہو چکی ہے۔

ایک خاتون جسے پستان کا کینسر تھا وہ ہمارے شفاخانہ پر آئی تو اس کو مروّجہ نسخہ استعمال کروایا گیا۔پانچ ماہ بعد اس نے اسکیننگ کروائی تو ڈاکٹروں نے رپورٹ دی کہ کینسر کا نام و نشان بھی نہیں رہا۔جب وہ ٹیسٹ کروا کے واپس آئی تو اس کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔خوشی سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ ڈاکٹر، ڈاکٹر کینسر ختم ہو گیا۔اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔

اولاد سے محروم عورتوں میں ایک مروجہ نسخہ کولوفائیلم، پوڈوفائیلم اور برائیونیا ۲۰۰ کی طاقت میں اور پلسٹیلا ۱۰۰۰ طاقت میں بہت ہی کامیاب رہا ہے۔ حضور نے فرمایا اس لئے وہ خواتین جو اولاد کی خواہشمند ہیں یہ بھی استعمال کر کے دیکھ لیں۔کم از کم سات خواتین جو عرصہ سے اولاد کی نعمت سے محروم تھیں اور کوئی امید نہیں تھی اس نسخہ کے استعمال سے اللہ تعالیٰ نے ان کی گود ہری فرما دی۔اب وہ مستقل ہمارے شفاخانے سے وابستہ ہیں۔اس حیرت انگیز شفاء کا تذکرہ ہمیشہ اپنے گردو پیش کرتی رہتی ہیں۔

مرگی کا مریض ایک بچہ جس کو ہر روز بار بار دورے پڑتے تھے جب اس کو ہمارے شفاخانہ میں لے کر آئے تو اس کی علامات کے مطابق کلکیر یا کارب ۳۰ طاقت میں دی گئی جس سے اس کے دورہ کے حملے کم ہونا شروع ہو گئے۔دو ماہ علاج کے بعد مکمل شفا ہو گئی اور اب تقریباً چھ ماہ سے اسے مرگی کا ایک بھی دورہ نہیں پڑا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ مرگی کے بھی بہت سے نسخے درج ہیں اور کوئی نسخہ کسی مریض پر کام کر جاتا ہے۔اس لئے ہمت سے، صبر سے، توکل کے ساتھ ایک کے بعد دوسرے کو استعمال کر کے دیکھنا چاہئے۔

حضور نے فرمایاکہ مرگی کی ایک قسم ایسی ہے جو سر کی بناوٹ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔اس کا نہ ہومیو پیتھی میں علاج ہے نہ ایلو پیتھک میں سوائے آپریشن کے۔پس کسی اچھے ماہر سرجن سے آپریشن کرواکر سر کی ساخت کو ٹھیک کروانا ضروری ہے۔اور ایلو پیتھک میں ایسے بہت ماہر سرجن ملتے ہیں۔

بورکینا فاسو میں ایک بیماری ہے جسے لوگ واگادہ مبل کہتے ہیں۔ایسے پھوڑے جن میں درد محسوس نہیں ہوتا۔یہ کسی ایلو پیتھک علاج سے ٹھیک نہیں ہوتے۔ان کا دورانیہ کم از کم چھ ماہ ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے سلیشیا (Silicea) سے بہت جلد ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ایسے مریضوں کی بہت کثرت ہے۔وہ کہتے ہیں کہ واگادہ مبل کا علاج صرف احمدی ڈاکٹر کر سکتا ہے۔

ایک مریض جس کی بائیں آنکھ نو (۹) ماہ سے خراب تھی۔ ہر جگہ سے علاج کروا چکا تھا۔ عیسائی ہسپتالوں میں تین تین ماہ زیر علاج رہا لیکن فرق نہیں پڑا بلکہ تکلیف بڑھتی رہی اور شدید سر درد کے علاوہ آنکھ سے مسلسل پانی بہتا تھا۔اس کو یوفریزیا + کالی سلف ۳۰ طاقت میں اور سلیشیا دی گئیں۔ایک ہفتہ بعد آیا تو بہت خوش تھا اور بار بار کہہ رہا تھاکہ میٹھی گولیاں اور معجزہ۔ میٹھی گولیاں اور معجزہ۔اس نے بتایاکہ جب سے دوائی لی ہے درد ختم ہو گیا ہے اور پانی آنا بھی رُک گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ اس کی غرض صرف یہ ہے کہ بکثرت لوگ ہومیو پیتھک کے متعلق مجھ سے سوال کرتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میں ہی ان کا علاج کروں۔ان کو سمجھایا جا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسی بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے جو بظاہر ناقابل علاج ہوں۔تو یہ سن کر ان کو تسلی ہو گی اور امید ہے اس کتاب سے اپنا علاج خود کرنے کا رجحان بڑھے گا۔میں نے دیکھا ہے کہ جب تک مریض اپنا علاج خود نہ کرے اور اس کو پتہ ہو کہ کہاں کہاں کونسی دوائیں موجود ہیں اس وقت تک ڈاکٹر کو بتانے سے ڈاکٹر پورے طور پر نہیں سمجھ سکتا۔کسی اندرونی کیفیت پر جس پر گزرتی ہے اسی کو پتہ ہوتی ہے اس لئے وہ صحیح علاج تک زیادہ آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔

ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ اشاعت

حضور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ ایک تو ہماری ایم ٹی اے ہے جس کے ذریعہ اشاعت ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ مختلف ممالک کے اپنے ٹیلی ویژن بھی ہیں۔تو ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ مختلف ممالک کے ٹیلی ویژن میں جن کو عام پبلک دیکھتی ہے اشاعت کی جائے۔

اللہ کے فضل سے دوران سال ۷۳ ممالک میں پریس اور دیگر ذرائع ابلاغ جماعتی پروگراموں کو پہلے سے بڑھ کر پیش کرتے ہیں۔

☆...... ممالک کے اپنے ٹیلی ویژن اسٹیشنوں پر جماعت کے ۲۱۴۰ پروگرام نشر ہوئے ہیں۔ان کو ۱۹۲۸ گھنٹے ۶ منٹ کا وقت دیا گیا۔

☆......ریڈیو پر ۱۳۲۴ پروگرام نشر ہوئے۔ان کو ۱۲۸۱ گھنٹے ۵۵ منٹ کا وقت دیا گیا۔

☆......اسی طرح دنیا بھر کے ۴۴۸ اخبارات نے جماعت سے متعلق مضامین شائع کئے اور جماعتی نظریات اور کاموں کو صحیح رنگ میں قارئین کے سامنے پیش کیا۔

نادار، ضرورت مندوں اور یتیموں کی مالی امداد

حضور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ قرآن مجید کی یہ آیت ہمارے لئے مشعل راہ ہے: وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (سورة الدهر:۹)۔

تمام ممالک کی جماعتیں اپنی بساط اور توفیق کے مطابق خدمت کے اس عظیم جہاد میں مسلسل مصروف ہیں۔

☆......ہندوستان، بنگلہ دیش اور دوسرے غریب ممالک میں ضرورت مندوں کی امداد کے لئے جو رقمیں خرچ کی جا رہی ہیں۔ ان رقموں کا شمار ممکن نہیں۔ مرکزی امداد کے علاوہ مقامی طور پر اس مد میں بہت زیادہ خرچ ہو رہے ہیں اور ان کا کوئی حساب نہیں، واقعۃً یہ ممکن نہیں۔

☆......غریب افریقین ممالک بھی اس خدمت میں دوسرے ممالک سے پیچھے نہیں رہے اور ایلو پیتھک ہسپتالوں کے ڈاکٹر بھی غریب مریضوں کے مفت علاج اور مفت آپریشنز کے ذریعہ عملاً ان کی بہت مالی امداد کر رہے ہیں یعنی طبی امداد کے علاوہ مالی امداد بھی کر رہے ہیں۔

☆......اس کے علاوہ مرکز کی طرف سے افریقی ممالک میں لکھوکھہا ڈالرز کی امداد غربت اور بھوک مٹانے کے لئے دی جا رہی ہے۔

☆......مریضوں کو خون کے عطیات دینے میں بھی خواہ ترقی یافتہ ممالک ہوں یا غریب ممالک ہوں ہر جگہ جماعت پیش پیش ہے۔

☆......خدام الاحمدیہ انگلستان نے Humanity First تنظیم بنا کر نمایاں کام کیا ہے۔انہوں نے

سیر الیون کے لئے ۷۰ ٹن وزنی امدادی سامان بھجوایا ہے جس میں خوراک، کپڑے اور طبی سامان شامل تھے۔ ایک کنٹینر تو جنگ شروع ہونے سے ایک دن قبل پہنچا جب کہ خوراک کے تمام دوسرے راستے بند ہو گئے تھے۔ مشن ہاؤس میں پناہ لینے والے ۱۸۰۰ احباب ۴۰ روز تک اس میں موجود خوراک پر گزارہ کرتے رہے۔ اس کے علاوہ مشن میں آنے والے ہر غریب ضرور تمند کی خوراک بھی اس سے مہیا کی جاتی رہی۔ علاوہ ازیں سیر الیون کی دوسری ۳۵ جماعتوں کو بھی انہی کنٹینرز کے ذریعہ خوراک مہیا کی گئی ہے۔

☆......اس تنظیم کے تحت مخلص خدام نے البانیہ پہنچ کر Kosovo کے مہاجرین میں بھی امدادی سامان تقسیم کیا ہے حتی کہ ان کے بہترین کام سے متاثر ہو کر اعلیٰ منتظمین نے ایک مہاجر کیمپ کی ذمہ داری کلیۃً جماعت کے سپرد کر دی ہے۔ اس تنظیم کی تین بسیں مہاجرین کو ان کے گھروں تک پہنچانے کا کام بڑی تیزی سے سرانجام دے رہی ہیں۔ یہ بسیں ہر روز البانیہ سے خصوصاً بوڑھے اور بیمار اور چھوٹے بچوں والے خاندانوں کو اور ان کے سامان کو Kosovo منتقل کرتی ہیں۔ انہیں خوراک مہیا کی جارہی ہے اور ان کے تباہ شدہ مکانوں کی فوری مرمت بھی کی جارہی ہے۔

☆......علاوہ ازیں جماعت احمدیہ یو۔کے۔ نے افریقہ اور دوسرے غیر ممالک کی امداد کے لئے ایک لاکھ پاؤنڈ بھی پیش کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے۔

جماعت جرمنی بھی خدمت کے اس میدان میں نمایاں کام کی توفیق پارہی ہے۔ انہوں نے ۲۰ ٹن کے امدادی سامان پر مشتمل تین ٹرک بوزنیا بھجوائے ہیں اور تین ٹرک البانیہ روانہ کئے ہیں۔

☆......لجنہ اماء اللہ جرمنی نے خوراک کے تین ہزار پیکٹ تیار کئے جو ایک امدادی ٹیم کے ذریعہ کوسووا بھجوائے گئے۔

☆......ایک امدادی وفد نے البانیہ پہنچ کر وہاں سے ۵۰ ہزار مارک سے خریدا ہوا خوراک اور دیگر ضروری سامان مصیبت زدگان میں تقسیم کیا۔

احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یعنی احمدیہ ایلوپیتھک میڈیکل ایسوسی ایشن یو۔کے کو سیر الیون اور گیمبیا میں خصوصی خدمت کی توفیق ملی ہے۔

☆......یو۔کے۔ سے دو ڈاکٹرز ڈاکٹر مظفر احمد صاحب اور ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب وقف کر کے سیر الیون گئے۔ غانا سے ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب آئے۔ انہوں نے وہاں قیام کے دوران فری میڈیکل کیمپس لگائے، ۸۲ آپریشن کئے، ۱۳۰ افراد کی مصنوعی ٹانگیں لگائیں اور ہزاروں متفرق مریضوں کا علاج کیا۔

☆...... گیمبیا میں انگلستان کے دندان ساز ڈاکٹروں نے عارضی وقف کر کے بھاری خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کے نام بغرض دعا پیش ہیں: (۱)ڈاکٹر فرید احمد صاحب (۲) ڈاکٹر سید محمد اجمل صاحب۔ (۳)ڈاکٹر زاہد خان صاحب (۴)ڈاکٹر ولی شاہ صاحب۔

علاوہ ازیں ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب اور ڈاکٹر شاہنواز کو بھی عارضی وقف کر کے گیمبیا میں عموی علاج کی توفیق ملی ہے۔

جو بنی نوع انسان کی خدمت کرتا ہے وہ اپنے نفس کی نیکی پر تکبر نہ کرے

خدا کرے کہ فرائیڈے دی ٹینتھ کا یہ خطبہ میری آئندہ صحت کا آغاز بن جائے

جلسہ کی مصروفیات اور اکیس ہزار ملاقاتوں کا بوجھ حضور کی ناسازئ طبع کا سبب بن گیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 10- ستمبر 99ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن-10- ستمبر 99ء- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز نے آج یہاں بیت الفضل میں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضور نے اپنی بیماری کا تذکرہ فرمایا اور اللہ کی بخشش اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان کا تذکرہ فرمایا- حضور نے مختصر طور پر 17-18 منٹ کا خطبہ دیا- ایم ٹی اے نے معمول کے مطابق حضور کا یہ خطبہ لائیو ٹیلی کاسٹ کیا-

حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اپنی بیماری اور کچھ عرصہ سے نمازوں کے لئے بیت الفضل تشریف نہ لانے کے ضمن میں فرمایا کہ کچھ ذہنی پریشانیاں تھیں -وضاحت کے ساتھ بات کو بیان کرنا مشکل تھا- پریشانیوں کی بڑی وجہ جلسہ سالانہ کی غیر معمولی کامیابی اور اللہ کا یہ احسان تھا کہ اللہ نے میری خواہش کو قبول فرما کر ایک کروڑ نئے احمدی عطا کر دیئے- پھر ملاقاتیوں کی وجہ سے ذہن پر پریشانی ہوئی ہے- 21 ہزار مرد عورتیں سب سے ملاقات کرنی ہوتی ہے- جلسے کی تقریروں سے بہت بڑھ کر ملاقاتوں کا بوجھ ہوتا ہے- اچھی بری سبھی خبریں سنانے والے ہوتے ہیں- یہ سب بوجھ ذہن پر لادتے رہے سب لوگ اپنی پریشانیاں سناتے ہیں پھر ساتھ کھڑے ہو کر تصاویر بنوانا یہ سارے بوجھ اکٹھے ہو گئے- پھر اچانک خلا آ گیا- اس کے نتیجے میں ذہن ایسی سوچوں میں مبتلا ہو گیا کہ میں نے

مناسب سمجھا کہ ابھی خطبہ کے لئے نہ آؤں- حضور نے فرمایا آج فرائیڈے دی ٹینتھ کا جمعۃ المبارک ہے میں نے بڑی دعا کی کہ آج میں جماعت کو مایوس نہ کروں-اور خدا کرے کہ یہ خطبہ میری آئندہ صحت کا آغاز بن جائے-اس لئے میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ میں بالکل نارمل ہوں- ہوش وحواس اور تمام قویٰ درست حالت میں ہیں اور میں ہر بات پورے یقین اور اعتماد سے بیان کر رہا ہوں-

اس کے بعد حضور نے اللہ کی بخشش کا مضمون بیان فرمایا کہ گناہوں کو استغفار سے ڈھانپنا چاہئے-اچھالنا نہیں چاہئے-اللہ چاہے تو سب کچھ بخش سکتا ہے-نہ چاہے تو مالک ہے کچھ بھی نہ بخشے- جو شخص دیانت داری سے بنی نوع انسان کی خدمت کرتا ہے یتامیٰ اور غرباء کی خدمت کرتا ہو اسکو چاہئے کہ اپنے نفس کی نیکی پر تکبر نہ کرے-اللہ سے معاملہ سادہ رکھے حضور نے فرمایا میں تو دعا کرتا ہوں کہ کاش مجھے ایمان العجائز عطا ہو- یعنی ایسی بوڑھی عورت کا ایمان جو مسائل وغیرہ نہیں جانتی مگر ایمان جس کے دل میں میخ کی طرح گڑا ہوا ہے-ذرہ بھر بھی اسے شک نہیں- حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں جماعت کے دانشوروں کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی ذات کے بارے میں 'اللہ کے ازل اور ابد سے ہونے کے بارے میں کریدنہ کریں- یہ بات قطعی ہے کہ خدا ہے- حضور نے فرمایا میرے دل میں خدا کی ہستی کا ایسا کامل یقین ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج دنیا میں اور کوئی ایسا انسان نہیں جس کو اللہ کی ہستی پر مجھ جیسا یقین ہو-اس میں کوئی مبالغہ نہیں- تکبر نہیں-لازماً سو فیصد یہ بات درست ہے-

حضور نے فرمایا اللہ آپ سب کا حامی وناصر ہو- میں آپ سب کے لئے پریشان رہتا ہوں-بیماری کی حالت میں بھی آپ سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں اور جس حد تک ممکن ہے یتیموں غریبوں بیواؤں کی مدد کرتا ہوں- سب کچھ جماعت کا ہے جو جماعت مجھے غرباء کے لئے دیتی ہے وہ میں سب ان کو دے دیتا ہوں تا کہ اس طرح میری بخشش ہو سکے- آپ بھی میرے لئے یہی دعا کیا کریں- آمین- خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے امام عطاء المجیب صاحب راشد کے بارے میں فرمایا کہ یہ نماز پڑھائیں گے- یہ حضرت مسیح موعود کا بھی طریق رہا ہے آج اس پر عمل ہوگا-

---

بقیہ صفحہ ۳۱

درمیان بیٹھ کر ایک ایسی مجلس لگا لیتے ، جو بیک وقت تفریح کے سامان بھی پیدا کرتی اور تعلیم کے بھی ۔ آپ انہیں دینی علوم سے آگاہ کرتے اور ان کی دنیاوی معاملات میں رہنمائی کرتے ۔ اور احترام آدمیت کا درس دیتے ۔ لیکن ان کی تلقین اتنی غیر رسمی اور بامعنی ہوا کرتی تھی کہ جو بات کرتے فوراً دل میں اتر جاتی ۔ آپ کی طبیعت میں رقت کا عنصر بہت غالب تھا ۔ جس بیٹے کے گھر جاکر رہتے اس گھر کی فضاء ذکر الہیٰ سے رات بھر معمور رہتی ۔ خدا کی محبت سے آپ کا دل لبریز اور آنکھیں آنسوؤں سے بھری رہا کرتی تھیں ۔ وہ ایک گداز اور درد مند دل کے مالک تھے جدھر جاتے آنکھیں آپ کے لئے فرش راہ ہوتیں ۔ میزبان کا گھر ان کی دعاؤں سے بھرا رہتا تھا ۔

1978ء میں آپ کی صحت گرنے لگی اور ضعیفی نے ڈیرے ڈالنے شروع کئے ۔ کاروبار کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے آبائی گاؤں کو خداحافظ کہہ کر سرگودھا آگئے ۔ اس طرح پیارے دادا جان ایک دن بلاوا آنے پر 1983ء میں خداتعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے ۔ آپ کا جنازہ سرگودھا سے ربوہ لایا گیا ۔ اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ۔ آپ موصی تھے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی ۔ آج بھی یقین نہیں آتا کہ وہ ہم سے جدا ہوگئے ہیں ۔ انہوں نے مجھے بہت پیار دیا اور بہت سی دعاؤں سے نوازا ۔ جن کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت کچھ دیا ۔ اب جب کہ میں ان کی خدمت کے قابل ہوا ہوں تو وہ ہمارے درمیان نہیں رہے ۔ ایسا لگتا ہے چاند پھر نکلا مگر تم نہ آئے ۔ آج میں ان کے بغیر سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بھری دنیا میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہوں ۔ جب ان کی یاد آتی ہے تو آنکھوں میں ایک دریا امڈ آتا ہے ۔ قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دادا جان کی مغفرت فرمائے ۔ اور ان کے تمام پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو ۔ اور خداتعالیٰ اپنے فضل سے خاکسار کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان کی دعاؤں کا وارث بنائے ۔ آمین ۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

سیدنا حضرت مسیح موعود کی شفایابی کا نشان

جلسہ سالانہ 1905ء کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طبع مبارک انتہائی درجہ علیل ہو گئی اور ضعف کا بے حد شدید حملہ ہوا جیسا کہ حضور نے 20 مئی 1906ء کو ارشاد فرمایا:۔

"عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے۔ بجز دو وقت ظہر اور عصر کے نماز کے لئے بھی (بیت میں) نہیں جاسکتا۔ اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں۔ اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بیکار ہو رہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہو گئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا مسلوب القویٰ ہوں۔ اور آخری وقت ہے۔"

(اخبار الحکم قادیان 24 مئی 1906ء ص 1 کالم 2)

رب جلیل نے اس تشویشناک بیماری سے کس طرح خارق عادت طور پر شفا عطا فرمائی؟ یہ نہایت ایمان افروز واقعہ ہے جس کی تفصیل مقدس امام عالی مقام ہی کے مبارک الفاظ میں درج ذیل کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا۔ کہ اب میری حالت بالکل تالیف تصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہوا۔

تُرَدُّ عَلَیْکَ اَنْوَارُ الشَّبَاب

یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہو گئی کہ میں ہر روز دو دو جزو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا۔"

(حقیقۃ الوحی ص 306، 307 طبع اول اشاعت مئی 1907ء)

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود کو شدید ضعف کا یہ خطرناک عارضہ:۔

اول جلسہ سالانہ کے بعد ہوا۔

دوم بیعت اولیٰ (23 مارچ 1889ء) کے سترہ سال بعد ہوا۔

سوم اس بیماری کے وقت حضرت مسیح موعود کی عمر مبارک 71 سال تھی اب خدائے ذوالعرش کا تصرف خاص دیکھئے کہ بعینہٖ یہ تینوں امور حضرت مسیح موعود کے نائب اور ہمارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی حالیہ علالت میں جمع ہو گئے۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ خلافت رابعہ کے عہد مبارک میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ مقدس کی تاریخ فی الحقیقت دوہرائی جارہی ہے۔

عاجز نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں یکم ستمبر 1999ء کو بذریعہ فیکس حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا ارشادات اور امور مماثلت ارسال کئے۔ تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پر رقم فرمایا کہ۔

"آپ کی فیکس یکم ستمبر موصول ہوئی۔ ماشاء اللہ بہت اچھا نکتہ نکالا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا ولآخرہ اللہ تعالیٰ آپ کو علمی، ادبی اور تاریخی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور علم و فضل سے نوازے۔"

(2 ستمبر 1999ء)

جناب الٰہی کے حضور دعا ہے کہ ربانی بشارت "تُرَدُّ عَلَیْکَ اَنْوَارُ الشَّبَاب" کی تجلی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود مبارک میں اس شان سے جلوہ گر ہو کہ پوری دنیا کے لئے خدا کی ہستی کا زندہ اور دائمی نشان بن جائے آمین۔

محترم میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب رحلت فرما گئے

○ جماعت احمدیہ کے پرانے خادم سلسلہ محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی سابق مربی امریکہ و ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول مورخہ 12، 13۔ ستمبر 1999ء کی درمیانی شب ایک بجے اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی عمر قریباً 94 سال تھی۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کو پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نیز خاندان حضرت مسیح موعود کے متعدد بچوں اور بچیوں کے بھی استاد تھے۔ خلافت ثالثہ میں خدمت دین کے لئے امریکہ تشریف لے گئے۔ قریباً 10 سال ڈیٹرائٹ امریکہ میں بطور مربی خدمت دین کی توفیق پائی۔ واپسی پر جامعہ احمدیہ میں بھی بطور استاذ رہے۔

13۔ ستمبر 1999ء کو محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے بیت المبارک میں بعد نماز عصر جنازہ پڑھایا۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی دعا کروائی۔

احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ محترم میاں صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

حضرت ابا جان کی زندگی کے بعض نمایاں شمائل کا ذکر

اور

آخری علالت کے حالات

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

(بشکریہ روزنامہ الفضل ۲۰۔اکتوبر ۱۹۶۳ء)

(احباب کے استفادہ کے لئے ہم ذیل میں صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کا ایک مضمون پیش کر رہے ہیں جو آپ نے حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی وفات پر لکھا تھا۔ گزٹ اور النور میں سلسلہ کے بزرگوں کی سیرت اور سلسلہ کی خدمات کے بارے میں ایسے مضامین نئی نسل کی راہ نمائی اور تعارف کے لئے وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہیں گے)

میری طبیعت میں ابھی پورا سکون نہیں کہ کچھ زیادہ لکھ سکوں۔ لیکن بعض احباب کی خواہش پر اور پھر اس خیال سے کہ حضرت ابا جانؓ کی آخری بیماری کے حالات جلد تحریر میں آجائیں۔ یہ چند سطور لکھنے بیٹھا ہوں۔ یہ بھی خیال ہے کہ اس مضمون میں آپکی زندگی کے نمایاں پہلوؤں کا بھی تذکرہ آجائے۔

آخری علالت

ابا جان کی آخری بیماری کا آغاز گزشتہ جون میں ہوا۔ جب ربوہ میں آپ نے نگران بورڈ کے ایک اجلاس کی صدارت فرمائی۔ طبیعت پہلے سے خراب تھی لیکن آپ نے ہمیشہ دین کے کام کو ہر چیز پر ترجیح دی اور مقدم رکھا اور اسی جذبہ سے اس اجلاس میں شرکت کی اور باوجود ناسازی طبع اور کمزوری کے کئی گھنٹے تک اجلاس کو جاری رکھا تا اکٹھا ہوا ہوا کام ختم ہو جائے۔ اصل میں چند سال ہوئے ابا جان کو Heat Stroke ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد ہر موسم گرما میں ربوہ کی شدید گرمی میں یہ تکلیف کسی نہ کسی رنگ میں ابھر آتی تھی۔ اس اجلاس میں شرکت کے بعد پھر آپ کی طبیعت پوری طرح وفات تک نہ سنبھلی۔

جون کے مہینہ میں میں اکثر ٹیلیفون پر طبیعت پوچھتا رہتا تھا۔ اس خیال سے کہ مجھے تکلیف نہ ہو یا میرے کام میں کوئی رکاوٹ نہ ہو یہی فرماتے تھے کہ طبیعت اچھی تو نہیں لیکن گھبراؤ نہ۔ اس کے باوجود احتیاطاً میں نے لاہور سے ڈاکٹروں کا ربوہ جانے کا انتظام کیا Examination میں پہلی بیماریوں یعنی دل کی تکلیف۔ ذیابیطس اور بلڈ پریشر کے علاوہ ڈاکٹروں نے یہ بھی تشخیص کی کہ Prostate کی تکلیف پیدا ہوتی معلوم دیتی ہے جس کا علاج اپریشن ہے۔ جو ابا جان کی باقی بیماریوں اور کمزوری کے مدّ نظر مشکل تھا۔ یہ تشخیص مزید فکر کا باعث ہوئی اور یہی فیصلہ ہوا کہ مہینے کے آخر میں آپ لاہور تشریف لے جائیں تا علاج کے بارہ میں مشورہ ہو سکے۔ اور اس کے مطابق انتظام کیا جا سکے۔

چنانچہ جون کے آخر میں آپ لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں ہسپتال میں ایک کمرہ کا انتظام بھی کر لیا تھا۔ لاہور میں بعض Test لئے گئے اور ڈاکٹری مشورہ سے یہ طے پایا کہ فی الحال اپریشن کی کوئی فوری ضرورت نہیں اور اس تکلیف میں باقی علاج سے افاقہ بھی ہوا۔ لیکن طبیعت پوری طرح نہ سنبھلی۔

اپنی وفات کے متعلق خوابیں

چند ماہ سے ابا جان کو متعدد منذر خوابیں اپنی وفات کے متعلق آرہی تھیں۔ جن سے ان کی طبیعت میں یہ خیال راسخ ہو گیا تھا کہ ان کی وفات کا وقت قریب ہے۔ اس کا پہلا اشارہ مجھے عید کے موقعہ پر شروع مئی میں کیا۔ جبکہ میں واپس راولپنڈی کے لئے رخصت ہو رہا تھا۔

فرمانے لگے کہ:- " مجھے کچھ عرصہ سے بعض منذر خوابیں آرہی ہیں۔ تم بھی دعا کرنا "
اور حسبِ معمول رخصت کرتے وقت فرمایا " اللہ حافظ وناصر ہو۔ "

یہ خوابوں کا سلسلہ لاہور میں بھی جاری رہا۔ اور میرے علاوہ دوسرے ملنے والوں سے بھی ان کا ذکر کیا۔ گو تفصیل نہیں بتلاتے تھے نہ ہمیں اس کے دریافت کی ہمت پڑتی تھی۔ میں نے ڈاکٹروں سے مشورہ کیا۔ ان کی رائے یہ تھی کہ ابا جان کی بیماری کی تشویشناک صورت دل اور (Blood Pressure) کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ اور یہ دونوں بیماریاں خدا کے فضل سے کنٹرول میں تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ میں نے عرض بھی کیا کہ ڈاکٹر تسلی دلاتے ہیں اور کہتے ہیں اصل بیماریاں کنٹرول میں ہیں اور باقی شدید بے چینی اور بے خوابی کی تکلیف عارضی ہیں۔ جو انشاءاللہ جلد ٹھیک ہو جائیگی۔ میرے یہ کہنے پر فرمایا۔ "ڈاکٹروں کی رائے پر نہ جانا"

ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت یہ فیصلہ کیا گیا کہ کچھ روز تبدیلی آب وہوا کے لئے ابا جان گھوڑا گلی تشریف لے جائیں جہاں موسم بھی خوشگوار ہو گا اور جس کی بلندی بھی اتنی نہیں جو کہ ایک دل کے مریض کے لئے خطرہ کا باعث ہو۔ چنانچہ وسط اگست میں آپ لاہور سے روانہ ہو کر راستہ میں جہلم کچھ وقت قیام فرما کر شام کے قریب ہمارے ہاں قیام فرمایا۔ اگلے روز صبح گھوڑا گلی تشریف لے گئے۔ اس سفر میں ڈاکٹر یعقوب صاحب اور میرے چھوٹے بھائی عزیزم مرزا منیر احمد ساتھ تھے۔ ہفتہ کے روز ہم بھی چلے گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب دو تین دن قیام فرمانے کے بعد میرے ساتھ ہی واپس آگئے۔ ڈاکٹر کا انتظام سالی سینی ٹوریم اور مری سے کر لیا تھا کہ ضرورت کے وقت وہاں سے آسکیں۔ گھوڑا گلی میں پہلے دو تین روز آپ کی طبیعت خاصی اچھی ہو گئی لیکن وہاں پھر پہلے کی طرح اپنے متعلق منذر خواب دیکھی اور اسی وجہ سے مقررہ پروگرام سے پہلے لاہور واپس تشریف لے گئے۔

لاہور میں واپسی پر بھی منذر خوابوں کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ۲۴ اگست کے قریب لاہور گیا تو فرمانے لگے کہ "اب تو چل چلاؤ ہی ہے" خوابوں کی تفصیل نہیں بتلاتے تھے۔ گھوڑا گلی میں میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ امۃ اللطیف بیگم نے جب اس بارے میں کچھ دریافت کرنے کی کوشش کی تو فرمانے لگے۔ "تم بچے ہو میں تفصیل نہیں بتلاتا تم لوگ گھبرا جاؤ گے"

ایک چیز جس کا بالوضاحت اپنے ایک خط میں ایک بزرگ کے نام ذکر فرمایا وہ یہ تھی کہ میری زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر جاری ہوا ؎ بھر گیا باغ اب تو پھولوں سے ۔ آؤ بلبل چلیں کہ وقت آیا ۔

ان خوابوں کی وجہ سے بہر حال آپ کی طبیعت پر یہ گمان بہت غالب تھا بلکہ یقین کی حد تک پہنچ چکا تھا کہ آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ خود ماہ جون کے آخر میں ربوہ سے روانگی کے وقت اپنی تجہیز و تکفین کے لئے علیحدہ رقم گھر دے دی۔ پھر لاہور سے مزید رقم یہ کہہ کر والدہ کو ارسال کی کہ میری وفات پر دوست آئیں گے۔ گھر کے عام خرچ سے زیادہ اخراجات ان دنوں ہوں گے۔ اس لئے بھجوا رہا ہوں۔ ایک روز ایک خط بھی اپنے خادم بشیر احمد سے لکھوا کر بھیجا۔ جو ایک قسم کا الوداعی خط تھا۔ اسی طرح ایک بیرون از پاکستان کے خط کے جواب میں لکھوایا کہ آپ نے لکھا ہے کہ آپ لوگ اکتوبر میں پاکستان آئیں گے۔ لیکن اکتوبر میں تو میں یہاں نہیں ہوں گا۔ کچھ اس قسم کے الفاظ تھے۔

بیماری کے بارے میں ڈاکٹروں کی رائے۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ ادھر آپ اپنی وفات کی طرف بار بار اشارہ کرتے تھے اور احباب سے بھی ذکر فرماتے تھے۔ مگر دوسری طرف ڈاکٹروں کی رائے میں اس قسم کا فوری خطرہ نظر نہ آتا تھا۔ یہی خیال تھا کہ اصل خطرے والی بیماریاں کنٹرول میں ہیں۔ اور شدید گھبراہٹ اور بے چینی اور بے خوابی کی تکالیف عارضی بتلاتے تھے۔ یہی رائے ایک انگلستان کے ماہر ڈاکٹر نے دی جو ان دنوں پاکستان سے گزرتا ہوا آسٹریلیا جا رہا تھا۔ اس نے ابا جان کو دیکھا اور اپنے ڈاکٹروں کی موجودگی میں کہا کہ میری رائے میں جو دوائیاں میں نے تجویز کی ہیں۔ ان کے استعمال سے دو ہفتہ میں خاصہ افاقہ ہو جائیگا۔ اور ۶ ہفتہ کے اندر اپنا معمول کا کام کر سکیں گے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ مزید کئی سال تک باحیات نہ رہیں۔ ابا جان کو دیکھ کر ایک اور بات اس نے کہی جو احباب کی دلچسپی کے لئے لکھتا ہوں۔ ابا جان کو دیکھ کر ساتھ والے کمرہ میں آیا اور کہنے لگا

"He looks like Biblical Prophet "

ترجمہ ۔ آپ تورات میں مذکور انبیاء کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں

اس کی طبی رائے سے میری طبیعت کچھ اور مطمئن ہو گئی۔ یہ شائد ۲۶ یا ۲۷ اگست کا دن تھا۔ لیکن اگلے چند روز نے ثابت کر دیا کہ بات وہی درست تھی جس کی اطلاع اللہ تعالے آپ کو خوابوں کے ذریعہ دے چکا تھا۔ اس طبی معائنہ کے ایک ہفتہ کے اندر نمونیہ کا حملہ ہوا اور ڈاکٹروں کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ ایک رات بخار ۱۰۷ ڈگری سے بھی اوپر چلا گیا۔ اسکے بعد آخری دو تین روز اکثر وقت غنودگی میں گزرا اس حالت میں آپ کی زبان پر اکثر دعائیہ فقرات جاری تھے۔ میری بیوی بتلاتی ہیں کہ کوئی کوئی لفظ سمجھ آتا تھا جیسے "ربّنا" یا ایک لفظ "طیر" کا انہیں دھیما سا سنائی دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک وقت میں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی میں جیسے کسی سے لمبی گفتگو کر رہے ہیں۔

میری آخری ملاقات

مجھ سے آخری ملاقات غنودگی سے پہلے ۳۰۔۳۱ اگست کو ہوئی۔ میں بیماری کی شدت کا سنکر فوراً چند گھنٹوں میں لاہور پہنچ گیا۔ سیدھا ابا جان کے کمرے میں گیا۔ لیٹے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ "مظفر تم آ گئے"۔ یہ فقرہ ایسے رنگ میں کہا جیسے کسی کا انتظار تھا۔ اس فقرہ میں ایک عجیب اطمینان اور سکون تھا۔ جس سے مجھے کچھ گھبراہٹ ہوئی۔ میں ابا جان کا ہاتھ پکڑ کر سرہانے کی طرف بیٹھ گیا۔ پھر فرمانے لگے "کراچی کب جا رہے ہو" میرا کراچی جانے کا اس بیماری کی شدت سے پہلے کا پروگرام تھا۔ میں نے کہا اب تو میں نہیں جا رہا۔ فرمانے لگے "یہ بڑا اچھا فیصلہ ہے" اور اسی فقرہ کو دوبارہ دوہرایا کہ "یہ بڑا اچھا فیصلہ ہے"۔ اس کے بعد میں نے کھانے کے لئے عرض کیا فرمانے لگے مجھے بھوک نہیں۔ میں نے کہا آپ کو دوائی دینی ہے خالی پیٹ ٹھیک نہیں رہے گی کچھ کھالیں۔ اس پر تیار ہو گئے۔ سہارے سے بٹھایا اور اسی کیفیت میں سہارے سے بٹھائے رکھا۔ کیونکہ لیٹ کر کھانا کھانا پسند نہ فرماتے تھے۔ کھانے کے بعد دوائی دی اور میں پاس ہی بیٹھا رہا۔ اتنے میں والدہ کا فون آیا۔ میں اٹھ کر جانے لگا۔ فرمانے لگے بیٹھے رہو۔ انہیں فون کا علم نہ تھا۔ میں نے عرض کی کہ اماں کا فون آیا ہے ابھی سنکر آتا ہوں۔ واپسی پر پوچھا۔ "تمہاری اماں تھی" میں نے کہا جی۔ خود فون پر بول رہی تھیں۔ فرمانے لگے میری حالت بتا دی ہے۔ میں نے کہا جی۔ وہ آنا چاہتی ہیں۔ اور میں کار کا انتظام کر رہا ہوں تا صبح آ جائیں۔ اس کے بعد کچھ کپکپی سی شروع ہو گئی۔ اور اس کے بعد پھر زیادہ تر غنودگی میں ہی وقت گزرا۔

۲ ستمبر کو جبکہ بہت سے احباب کوٹھی ۲۳ ریس کورس کے احاطہ میں مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ابا جان کی طبیعت اچانک زیادہ خراب ہو گئی۔ آپ کو دو تین سانس کچھ اکھڑ کر آئے اور ہم سے رخصت ہو کر اپنے مالک حقیقی کے پاس جا پہنچے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ نماز کے معاً بعد دوڑ کر اندر گیا۔ آپ کا بازو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے بوسہ دیا۔ اور اسی کیفیت میں کچھ لمحوں کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ اس کے بعد چونکہ سب عزیز ابا جان والے کمرہ میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ میں والدہ کے پاس چلا گیا۔ اور ان کے قدموں میں دیر تک بیٹھا رہا۔

حضور ایدہ اللہ تعالے کو ابا جان کی وفات کی اطلاع

ابا جان کی وفات کی اطلاع ربوہ بذریعہ ٹیلیفون پہنچا دی گئی۔ چونکہ برادرم مکرم مرزا ناصر احمد صاحب اور عزیزم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس لئے رات کو سونے سے پہلے حضور ایدہ اللہ تعالے کو ابا جان کی وفات کی اطلاع عمداً نہ پہنچائی گئی۔ صبح جب حضور ایدہ اللہ تعالے اٹھے تو ابا جان کے متعلق دریافت فرمایا۔ ام متین نے وفات کی اطلاع دے دی۔ اور پھر بعد میں الفضل کا پرچہ بھی سامنے کر دیا۔ حضور کو اس کا بے حد صدمہ اور قلق تھا۔ لیکن پہلے دو روز بہت ضبط فرماتے رہے۔ ذکر کرنے سے گریز فرماتے تھے۔ لیکن ضبط کی وجہ سے چہرے پر سرخی آ جاتی تھی۔ ان دنوں میں بے چینی اور گھبراہٹ بھی بہت رہی۔ میری بیوی سے فرمایا کہ مجھے بڑا کرب اور قلق ہے۔ پھر فرمایا "مجھ سے چھوٹے تھے" ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا۔ "دعا کرو قادیان واپس ملے تا یہ چکر ختم ہو"

اپنے بچپن کے واقعات کا بھی ذکر فرماتے رہے۔ مجھے ایک روز فرمانے لگے کہ تمہارے ابا جان، بچپن کی عمر میں حضرت صاحب کو تُو کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک احمدی دوست نے سن لیا تو اس نے ڈانٹا کہ میاں تمہارے ابا ہوں گے۔ لیکن اگر پھر کبھی تم نے حضرت صاحب کو "تُو" کہا تو میں ماروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو فرمانے لگے۔ "اسے "تُو" کہنے دو۔ مجھے اس کے منہ سے اچھا لگتا ہے" حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی وفات کا بھی ذکر فرماتے رہے اور بچپن کے بعض واقعات بھی بیان فرماتے رہے۔

ابا جان کی تدفین سے پہلے حضرت صاحب سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ چہرہ دیکھنا پسند فرمائیں گے۔ فرمانے لگے "مجھے اب برداشت کی طاقت نہیں"

آخری بیماری کے حالات کے بیان کے بعد میں چاہتا ہوں کہ مختصراً آپ کی زندگی کے نمایاں شمائل کا بھی ذکر کروں۔ پھر کسی صاحب قلم کو توفیق ملی تو وہ آپ کی زندگی کے واقعات تفصیلاً محفوظ کر سکے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق

میری طبیعت پر ابا جان کی زندگی کا جو سب سے گہرا اثر ہے وہ آپ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کی کیفیت ہے۔ آپ کا طریق تھا کہ گھر کی مجالس میں احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات اکثر بیان فرماتے تھے میرے اپنے تجربہ میں یہ ذکر سینکڑوں مرتبہ کیا ہوگا۔ لیکن مجھے یاد نہیں کہ کبھی ایک مرتبہ بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر سے آپ کی آنکھیں آب دیدہ نہ ہوئی ہوں۔ بڑی محبت اور سوز سے یہ باتیں بیان فرماتے تھے اور پھر ان کی روشنی میں کوئی نصیحت کرتے تھے۔ اسی عشق کے جذبہ میں آپ نے اپنی مشہور تصنیف " خاتم النبیین " کی تین جلدوں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حالات قلم بند فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایات اپنی دوسری مشہور تصنیف "سیرۃ المہدی" میں جمع کیں جو تین جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ ہر دو تصانیف آپ نے محنت اور تحقیق کے علاوہ بڑی محبت سے لکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے محبت کمال وفاداری اور اطاعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے بھی بے حد محبت کرتے تھے اور حضور کے خلافت پر فائز ہونے کے بعد اپنا جسمانی رشتہ اپنے نئے روحانی رشتہ کے ہمیشہ تابع رکھا۔ دینی معاملات کا تو خیر سوال ہی کیا تھا دنیاوی امور میں بھی یہی کوشش فرماتے تھے کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ حضور کی تکریم کے علاوہ کمال درجہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا نمونہ پیش کرتے تھے۔ میں نے اس کی جھلکیاں بہت قریب سے گھریلو ماحول میں دیکھی ہیں۔ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا رنگ بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ نبض دل کے تابع ہو۔ عمر بھر اس تعلق کو کمال وفاداری سے نبھایا اور اس کیفیت میں کبھی کوئی رخنہ پیدا نہ ہونے دیا۔ مجھے یاد ہے ایک مرتبہ میرے ایک بھائی پر حضور ناراض ہو گئے اور اس ناراضگی کا "الفضل" میں اعلان بھی فرمایا۔ ابا جان نے مشورہ کے لئے ہم سب کو اکٹھا کیا۔ بچوں کے علاوہ جو احباب اس وقت موجود تھے۔ ان میں ہمارے چچا جان (حضرت مرزا شریف احمد صاحب) اور غالباً مکرمی درد صاحب بھی شامل تھے۔ میں نے پہلی مرتبہ روتے ہوئے ابا جان کو اس مجلس میں دیکھا۔ بڑا کرب اور قلق تھا۔ اور فرماتے تھے کہ مجھے اپنی اولاد کی دنیوی حالت کی نہ خبر ہے نہ فکر اور شائد میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مجھے کبھی یہ دلچسپی نہیں پیدا ہوئی کہ مظفر کی تنخواہ کیا ہے۔ لیکن باوجود اس تکلیف کے خود حضور کی خدمت میں کوئی درخواست پیش نہ کی اور شائد اس جذبہ سے نہ کی کہ آپ کی طرف سے ایسی تحریر انتظامی اور جماعتی معاملات میں مداخلت تصور نہ ہو۔ البتہ میرے متعلقہ بھائی کو بار بار اور تاکیداً تلقین کرتے رہے کہ حضور سے معافی کی درخواست اور استدعا کرتے رہو اور اس معاملہ میں خود بھی دعا فرماتے رہے اور اپنے دوستوں اور بزرگوں کی خدمت میں بھی دعا کے لئے باقاعدہ لکھتے رہے۔

حضور کا سلوک بھی ابا جان سے بہت شفقت کا تھا اور ہمیشہ خاص خیال رکھتے تھے اور اہم معاملات میں مشورہ بھی لیتے تھے۔ ضروری تحریرات خصوصاً جو گورنمنٹ کو جاتی ہوتی تھیں۔ ان کے مسودات ابا جان کو بھی دکھاتے تھے اور اسکے علاوہ اہم فیصلہ جات اور سکیم پر عمل درآمد کا کام اکثر ابا جان کے سپرد کرتے تھے اور اس بات پر مطمئن ہوتے تھے کہ یہ کام حسب منشاء اور خوش اسلوبی سے ہو جائیگا۔

حضرت ام المومنین سے محبت اور ان کا احترام

حضرت ام المومنین" کا بھی ابا جان بہت احترام کرتے تھے اور ان کے وجود سے جو برکات وابستہ تھیں ان سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کی کوشش

کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ قادیان میں آپ کا معمول تھا کہ شام کا کھانا قریباً روزانہ حضرت اماں جان کے ساتھ کھاتے تھے۔ کھانا معاً مغرب کی نماز کے بعد کھایا جاتا تھا اور نماز سے فارغ ہو کر سیدھے اماں جان کے گھر جاتے تھے اور شام کا کھانا وہیں کھاتے تھے۔ برادرم مکرم مرزا ناصر احمد صاحب کے علاوہ جو ہمیشہ اماں جان کے ساتھ ہی رہے ہیں۔ میں بھی شامل ہو جایا کرتا تھا اور بعض دفعہ اور عزیز بھی۔ کبھی کبھی ماموں جان (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب) بھی ہوتے تھے اور اس موقعہ پر ابا جان اور ماموں جان میں کسی نہ کسی دینی موضوع پر گفتگو شروع ہو جاتی۔ بعض مرتبہ حضرت اماں جان تنگ آکر فرماتی تھیں میاں اب بس کرو کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔

ایسے مواقع پر بعض مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی مغرب کی نماز کے بعد مسجد سے فارغ ہو کر راستہ میں گھر جاتے ہوئے ٹھہر جایا کرتے تھے۔ ایسے مواقع پر حضور بیٹھتے کم تھے بلکہ صحن یا کمرہ میں موسم کے مطابق جہاں کہیں کھانے کا انتظام ہو ٹہلتے رہتے تھے اور گفتگو فرماتے جاتے تھے۔

حضرت اماں جان کو بھی ابا جان سے بہت پیار تھا۔ میری نظروں کے سامنے اب بھی اماں جان ان سیڑھیوں کے اوپر جو ہمارے قادیان کے مکان کو حضرت صاحب اور حضرت اماں جان کے مکان سے ملاتی ہیں کھڑی دکھائی دیتی ہیں۔ ہاتھ میں پلیٹ ہوتی جس میں کوئی کھانے کی چیز جو انہوں نے پکائی ہوتی تھی پکڑی ہوتی تھی اور ابا جان کو آواز دے کر بلاتی تھیں کہ میاں تمہارے لئے لائی ہوں۔ لے لو۔ ایسے وقت میں کبھی صرف میاں کہہ کر پکارتی تھیں۔ کبھی "میاں بشیر" اور کبھی صرف "بشریٰ"۔ اسی محبت کے نام کی یاد میں ابا جان نے ربوہ کے مکان کا نام "البشریٰ" رکھا اور اسے گھر کے دونوں طرف نمایاں کر کے کندہ کروا دیا۔

اپنی آخری بیماری کے ایام میں ابا جان والدہ کو جاتے ہوئے کہہ گئے تھے کہ میری وفات کے بعد میری الماری میں ایک چھوٹا سا اٹیچی کیس ہے وہ مظفر کو کہنا خود کھولے۔ چنانچہ جب میں نے اسے کھولا تو اس میں بعض اور ذاتی کاغذات کے علاوہ کچھ حضرت مسیح موعود کے دستی لکھے ہوئے خطوط اور چند لفافوں میں کچھ روپے پڑے تھے اور ہر ایک ساتھ مختصر سا نوٹ تھا کہ یہ رقم حضرت ام المومنین نے بطور عیدی کے ابا جان کو دی تھی اور آپ نے تبرکاً اسے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ عیدی کی بعض رقوم قادیان کی دی ہوئی تھیں اور ہندوستانی نوٹ میں تھیں۔ اس لئے ان کے لئے آپ نے اسٹیٹ بنک سے اجازت لے رکھی تھی اور وہ اجازت نامہ نوٹوں کے ساتھ غیر معمولی اہتمام کے ساتھ نتھی کر کے رکھا ہوا تھا۔

حضرت اماں جان کے ابا جان کے ساتھ اس تعلق کا حضرت صاحب کو بھی احساس تھا۔ جب قادیان سے یہ خبریں آنی شروع ہوئیں کہ مقامی حکام کے ارادے اچھے نہیں اور وہ کسی نہ کسی بہانے ابا جان کو قید کرنا چاہتے ہیں۔ تو حضرت صاحب نے اس وجہ سے اور پھر جماعتی کاموں کی خاطر ابا جان کو حکم دیا کہ پاکستان چلے آئیں۔ ابا جان بڑے مخدوش حالات میں قادیان سے روانہ ہو کر لاہور پہنچے۔ حضرت صاحب نے ابا جان کے لاہور بخیریت پہنچنے پر سجدہ شکر کیا اور پھر ننگے پاؤں شوق سے ابا جان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت اماں جان کے پاس لے آئے اور فرمایا "لیں اماں جان آپ کا بیٹا آ گیا ہے۔

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ سے لگاؤ اور اُن کا احترام

صحابہ حضرت مسیح موعود سے بھی ابا جان کو بہت گہرا لگاؤ تھا اور ان کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔ ان میں ہر طبقہ کے لوگ تھے اور ہر ایک کے ساتھ یکساں محبت اور مروّت سے پیش آتے تھے اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے اور بعض کو دعاؤں کے لئے باقاعدہ لکھتے رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ پاکیزہ گروہ اب آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا ہے اور اب تو خال خال رہ گئے ہیں۔ ان سے ملتے رہنا چاہئے اور ان کی برکات سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور نوجوانوں کو چاہئے کہ کوشش کریں کہ وہ اپنے اندر انہیں اصحاب کے خلوص۔ فدائیت اور تعلق باللہ کا رنگ پیدا کریں۔

اسلام اور احمدیت کے مستقبل کے متعلق مکمل یقین

ایک اور چیز جو ابا جان میں نمایاں نظر آتی تھی وہ اسلام اور احمدیت کا مستقبل تھا۔ اکثر احادیث اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور الہامات کی روشنی میں اس کا گھر کی مجالس میں اور دوسرے دوستوں میں ذکر فرماتے تھے اور اس یقین سے بیان فرماتے تھے کہ احساس پیدا ہوتا تھا کہ گویا کسی واقع شدہ بات کا ذکر فرما رہے ہیں۔ جماعت میں بہت سے اندرونی اور بیرونی فتنے اٹھے لیکن جہاں آپ ان سے چوکس ضرور ہوتے وہاں ان کی مکمل ناکامی اور اس کے بالمقابل جماعت کی ترقی کے یقین سے پرُ ہوتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک مرتبہ ایسے ہی کسی موقع پر مکرمی درد صاحب مرحوم نے مجھ

سے بات کی۔ فرمانے لگے کہ ان معاملات میں جماعت کے بعض چیدہ چیدہ لوگ بھی گھبرا اٹھتے ہیں۔ لیکن میاں صاحب کا یہ حال ہے کہ جیسے کوئی مضبوط چٹان کھڑی ہو اور اس پر پانی کی لہریں اٹھکر پڑتی ہوں۔ لیکن وہ وہیں کی وہیں بغیر کسی تزلزل کے قائم و دائم کھڑی ہو۔ جیسا کہ آگے چل کر بتاؤں گا کہ آپ کی طبیعت میں شفقت بہت تھی۔ لیکن باوجود ایسی نرم اور شفیق طبیعت رکھنے کے جہاں دین کا معاملہ آجائے وہاں دوستوں سے بھی سختی دکھانے میں اجتناب نہ کرتے۔ اپنے عمر بھر کے ایک دوست سے جن سے ہمیشہ بڑی شفقت سے پیش آتے ان سے ایک مرتبہ حضور کسی جماعتی معاملہ میں ناراض ہوئے۔ اس دوست نے ابا جان کو ایک ذریعہ سے پیغام بھجوایا کہ میں ملنے آنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا حضرت صاحب اس سے ناراض ہیں آپ کہہ دیں کہ پہلے حضرت صاحب سے معافی لے پھر ملوں گا یوں نہیں مل سکتا۔

بنی نوع انسان سے ہمدردی اور شفقت۔

ابا جان کی زندگی کا ایک اور نمایاں پہلو بنی نوع انسان کی ہمدردی تھا۔ میں نے آپ جیسا شفیق انسان اور کوئی نہیں دیکھا۔ ہر آن اسی کوشش میں رہتے تھے کہ کسی نہ کسی رنگ میں لوگوں کے کام آسکیں۔ آپ کا دروازہ ہر دردمند کے لئے کھلا رہتا تھا۔ لوگوں کی تکالیف اور ان کی پریشانیوں کے بیان کو بڑے تحمل سے سنتے تھے اور اپنی طاقت اور موقع کے مطابق امداد فرماتے تھے۔ کسی کو اسکے بچوں کی تعلیم کے لئے مشورہ دے رہے ہیں۔ کسی کو ملازمت کے لئے۔ کسی کو علاج معالجہ کے لئے۔ کسی کو مقدمات کی پریشانی کے بارے میں۔ کسی کو کاروبار اور تجارت میں۔ کسی کو رشتہ کے بارے میں۔ ہر ضرورت مند آپ کے پاس آتا تھا اور آپ بڑے اطمینان سے اس کی بات سنتے اور اس کی حتی المقدور امداد فرماتے تھے غربا کی طرف بالخصوص توجہ دیتے تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ ایسے مواقع کوشش سے ڈھونڈتے تھے کہ میں کسی طور سے لوگوں کے بوجھ ہلکے کر سکوں اور ان کی پریشانیوں میں ایک گھر کا فرد ہو کر شامل ہو سکوں۔ ہم بچوں کو ہمیشہ نصیحت فرماتے تھے کہ انسان کو نافع الناس وجود بننا چاہئے۔ ایسی زندگی جو صرف اپنی ذات کے لئے ہو وہ کوئی زندگی نہیں۔

اپنی اس خصوصیت سے اپنے اوپر ہر تکلیف بخوشی قبول فرماتے تھے۔ تعزیت کے لئے جو احباب تشریف لائے ان میں سرگودھا کے ایک غیراز جماعت دوست بھی تھے۔ وہ جس صاحب کے ساتھ آئے تھے انہوں نے بیان کیا کہ جب سے انہوں نے حضرت میاں صاحب کے وصال کی خبر سنی ہے انہیں اس کا شدید صدمہ ہے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ یہ دوست کہنے لگے کہ میں ایک مقدمہ میں ماخوذ تھا اور بغیر کسی تعارف یا واقفیت کے ربوہ حضرت میاں صاحب کے مکان پر چلا آیا۔ اندر اطلاع بھجوائی کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ خادم جواب لایا کہ میاں صاحب فرماتے ہیں میری طبیعت اچھی نہیں۔ اگر پھر کسی وقت تشریف لائیں تو بہتر ہوگا۔ وہ کہنے لگے میں اپنی تکلیف میں تھا اس لئے میں نے اصرار کیا کہ میں نے ضرور ملنا ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ میاں صاحب مکان سے باہر بڑی تکلیف اور مشکل سے دیوار کے ساتھ قریباً دونوں ہاتھوں سے سہارا لئے آہستہ آہستہ چلے آرہے ہیں۔ وہ دوست کہنے لگے میں بہت پشیمان ہوا کیونکہ مجھے اندازہ نہ تھا کہ آپ کو اس قدر تکلیف ہے۔ برآمدہ میں بیٹھ گئے اور میرے حالات بڑی توجہ سے سنے اور فرمایا میں آپ کے لئے ضرور دعا کروں گا۔ اپنی ایسی بیماری کی حالت میں ایک غیر معروف شخص کی خاطر اس طرح باہر چلے آنا آپ کی ہمدردی۔ بنی نوع انسان کی خدمت کی ایک مثال ہے۔ میں نے بیسیوں مرتبہ یہی کیفیت دیکھی ہے۔ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے تا لوگوں کو سکھ نصیب ہو اور ان کے ہر قسم کے معاملات میں گہری دلچسپی لے کر ان سے پوری ہمدردی فرماتے تھے۔ مشورہ بھی دیتے تھے اور جہاں ہو سکے امداد بھی فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ صرف ملاقات تک محدود نہ تھا بلکہ اس سلسلہ میں بے شمار خطوط آتے تھے اور آپ ہر ایک کو بغیر توقف جواب دیتے تھے۔ چنانچہ اس آخری بیماری میں بھی یہ سلسلہ جاری رکھا اور تعزیت کے خطوط میں ایک صاحب نے لکھا کہ میاں صاحبؓ کا خط ان کی وفات کی خبر کے بعد انہیں ملا۔

دوستوں سے ہمدردی کرتے وقت بڑی شفقت اور نرمی سے اپنا ہاتھ دوسرے کے کندھے پر مخصوص انداز میں رکھتے اور دلاسا دیتے تھے۔ اسکا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جنہیں اس کا تجربہ ہوا ہو۔

آپ کی بے پایاں شفقت جہاں دوسروں کے لئے تھی وہاں اپنے دوستوں کے لئے اور بھی زیادہ ہوتی تھی اور اس نیک سلوک اور مروّت کا سلسلہ اپنے دوستوں کی اولادوں تک کے لئے قائم رکھتے تھے۔ ایک دوست نے مجھ سے بیان کیا کہ اپنی والدہ محترمہ (اہلیہ حکیم قطب الدین صاحبؓ

کا جنازہ وہ ربوہ لے کر گئے۔ رات کے ساڑھے تین بجے کے قریب پہنچے۔ حضرت میاں صاحب کو اطلاع ملی۔ اسی وقت رات کو تشریف لے آئے اور تجہیز و تکفین تک میں شامل رہے اور ہر طرح ان کے غم میں شریک رہے اور ہمدردی فرماتے رہے۔ اسی طرح صوفی عبدالرحیم صاحب لدھیانوی نے بیان کیا کہ ان کی والدہ (میر عناعت علی شاہ صاحبؓ کی اہلیہ) کا تابوت جب وہ تدفین کے لئے لائے تو ابا جان نے کمال ہمدردی سے ان کے غم میں شرکت کی اور فرمانے لگے کہ میر صاحب کو تو ہم اپنے گھر کا فرد سمجھتے ہیں۔

اسی طرح اپنے بچوں کے دوستوں سے بھی بہت شفقت کا سلوک رکھتے تھے اور ان کا خاص خیال کرتے تھے۔ پچھلے ایام میں جب ہمارے دوست کرامت اللہ صاحب کراچی میں شدید بیمار ہوئے اور اپریشن کے لئے انگلستان گئے تو ابا جان ان کے لئے بہت دعا کرتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی تاکید سے دعا کے لئے کہتے تھے۔ خود کرامت اللہ صاحب کو خط میں لکھا کہ "میں آج کل آپ کے لئے مجسم دعا بن گیا ہوں"۔ پھر دوبارہ جب کرامت صاحب علاج کی غرض سے انگلستان تشریف لے گئے تو پھر ان کی بیماری کا شدید احساس تھا اور جہاں خود بھی دعا کرتے تھے وہاں دوستوں کو بھی تحریک کرتے تھے اور بالکل ایسے رنگ میں اور اضطراب سے دعا کرتے تھے کہ جیسے کوئی اپنا بچہ بیمار ہو۔ (کرامت اللہ صاحب آج کل پھر شدید بیمار ہیں۔ دوست ان کی صحت یابی کے لئے بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ انہیں معجزانہ طور پر شفا دے)

بچوں سے سلوک

ہم بہن بھائیوں سے بھی بہت شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ اولاد کا احترام کرتے تھے اور جب کبھی ہم باہر سے جلسہ وغیرہ اور دوسرے مواقع پر گھر جاتے تھے تو ہر ایک کے لئے بہت اہتمام فرماتے تھے۔ خود تسلی کرتے تھے کہ سونے والے کمرہ میں بستر وغیرہ ہر چیز موجود ہے۔ غسل خانے میں پانی صابن تولیہ موجود ہے۔ یوں احساس ہوتا تھا جیسے کسی برات کا اہتمام ہو رہا ہے۔ اور ہمیں شرم آتی تھی لیکن خود ذوقاً یہ اہتمام فرماتے تھے۔ ہم واپس جاتے تو کمرے میں آکر دیکھتے کہ کوئی چیز بھول کر چھوڑ تو نہیں گئے۔ اگر کچھ ہوتا تو اسے حفاظت سے رکھوا دیتے اور ہمیں اطلاع ضرور دیتے کہ فلاں چیز تم یہاں چھوڑ گئے ہو۔ میں نے رکھوالی ہے۔ پھر آؤ تو یاد سے لے لینا۔

مجھے فرمایا کرتے تھے کہ بچوں کی تربیت کے معاملہ میں میرا وہی طریق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ میں انہیں نصیحت کرتا رہتا ہوں۔ لیکن دراصل سہارا خدا کی ذات ہے جس کے آگے جھک کر میں دعاگو رہتا ہوں کہ وہ تم لوگوں کو اپنی رضا کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے اور دین کا خادم بنا دے۔

ہمیں جب بھی نصیحت فرماتے تو اس میں اس بات کو ملحوظ رکھتے کہ سبکی کا پہلو نہ ہو۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر نصیحت ایسے رنگ میں کی جاوے کہ دوسرے کی خفت ہو تو وہ ٹھیک اثر پیدا نہیں کرتی بلکہ بعض دفعہ الٹا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ مجھے یاد ہے۔ بچپن میں جب بھی میری کوئی حرکت پسند نہ آتی تو اس کے متعلق تفصیل سے خط لکھتے تھے اور بڑے موثر اور مدلل طور پر نصیحت فرماتے تھے۔ کسی خادمہ یا چھوٹے بچے کے ہاتھ خط اس ہدائت سے بھیجتے کہ پڑھ کر اسے واپس کر دو۔ اس طریق میں ایک پہلو تو یہی ہوتا تھا کہ دوسروں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ یا نصیحت کا اچھا اثر نہ پڑے گا اور دوسرے بعض مواقع پر شاید حجاب بھی مانع ہوتا ہو۔

ہم بہن بھائیوں کو دین کے کسی معاملہ میں دلچسپی لینے اور کام سے بہت خوش ہوتے تھے اور اپنی خوشی کا اظہار بھی فرماتے تھے اور یہی خواہش رکھتے تھے کہ دنیوی زندگی کا حصہ ایک ثانوی حیثیت سے زیادہ اہمیت حاصل نہ کرے۔

والدہ کی لمبی بیماری اور آپ کی تیمارداری

والدہ کی گذشتہ سات سالہ لمبی بیماری کے دوران میں جس میں بعض ایام میں بیماری کی شدت اور تکلیف بہت بڑھ جاتی تھی۔ آپ نے جس خوشی اور صبر و تحمل سے ان کی تیمارداری کی وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ باوجود اس کے کہ خود بیمار رہتے تھے لیکن پھر بھی دن اور رات میں متعدد مرتبہ والدہ کے کمرہ میں تشریف لاتے۔ طبیعت پوچھتے اور ساتھ بیٹھے دعائیں کرتے رہتے۔ میری آنکھوں کے سامنے یہ سب نظارے اب بھی تازہ ہیں۔ بعض مرتبہ خود اتنی تکلیف میں ہوتے تھے کہ مشکل سے چل سکتے تھے لیکن اس حالت میں بھی کراہتے، سوٹی یا دیوار کا سہارا لیتے ہوئے آتے اور کافی دیر پاس بیٹھکر تسلی دیتے اور دعائیں کرتے رہتے۔

سچ یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم۔ بھائی بہن بھی والدہ کی خدمت کرتے رہے (اور اللہ تعالیٰ مزید کی بھی توفیق دے)۔ گو ہم جوان تھے۔ لیکن یہ ساری خدمت ابا جان کی خدمت کا پاسنگ بھی نہ تھی اور میں تو کئی مرتبہ اس contrast کا احساس کرتے ہوئے شرمندہ ہو جاتا تھا۔

میرے خیال میں آپ کی اپنی بیماری میں زیادہ حصہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت اور والدہ کی بیماری کے گہرے اثر کا تھا۔ حضور کی بیماری سے بالخصوص بہت فکر مند رہتے اور اسکے جماعتی لحاظ سے بد اثرات سے چوکس رہتے۔ خود بھی بہت دعائیں کرتے تھے اور اخبارات اور اپنی مجلس میں دوستوں کو بھی تحریک فرماتے رہتے تھے۔ اپنی آخری بیماری میں بھی جب ایک روز خبر آئی کہ حضور کی ران پر زخم کے آثار ہیں تو اس پر بہت پریشان تھے، اور آبدیدہ ہو کر مجھے فرمایا یہ بڑے فکر کی بات ہے۔

طبیعت کا رحجان اور اس کی کیفیّت

طبیعت کے لحاظ سے آپ بہت حساس تھے اور لوگوں کے جذبات کا خاص خیال رکھتے تھے اور خود بھی اس معاملہ میں کسی کی لغزش کو محسوس فرماتے تھے۔

طبیعت میں نفاست تھی اور باریک بینی۔ ہر چیز اپنی جگہ پر سلیقہ سے رکھتے تھے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی سے گھبراتے تھے۔ میری آنکھوں کے سامنے اب بھی وہ نظارہ آتا ہے کہ جب اپنی بیماری کی شدت کے آخری ایام میں اغلباً ۳۱ اگست کی بات ہے۔ میں پاس بیٹھا تھا۔ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھرّاتا ہوا آپ کا ہاتھ اٹھا اور اسے سرہانے میز کی طرف بڑھایا۔ میں نے محسوس کیا کہ گھڑی جو میز پر پڑی تھی وہ کچھ ترچھی پڑی تھی اسے سیدھا کرنا چاہتے تھے۔ میں نے جلدی سے اسے سیدھا کر کے رکھدیا۔ اس کے کچھ وقفہ کے بعد پھر کانپتا ہوا ہاتھ میز کی طرف بڑھایا اور دو قلم جو ترچھے پڑے تھے انہیں بڑی احتیاط سے سیدھا کر کے رکھا۔ اور پھر غنودگی کی سی کیفیت میں آنکھیں بند کر لیں۔ اس میلان طبیعت کے لحاظ سے ہر چیز کو تحریر میں لے آتے تھے اور چھوٹے سے چھوٹے معاملہ کی ایک علیحدہ فائل کھول کر اس میں تمام متعلقہ کاغذات اہتمام سے رکھتے تھے۔ خط لکھتے وقت یا یاداشتی نوٹ نمبروار لکھتے اور انہیں سرخ سیاہی سے نمایاں کر لیا کرتے تھے۔ ایک سے زائد کاغذ کو پن کے ساتھ نتھی کرتے۔ غرضیکہ نفاست اور باریک بینی کے اس میلان کا مظاہرہ ہر جگہ ہوتا تھا۔

انتظامی قابلیت خدا نے بہت دے رکھی تھی اور ہر انتظامی معاملہ میں بڑی تفصیل میں جاتے تھے اور اس کے کسی پہلو کو نظرانداز نہ ہونے دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ موٹی موٹی باتیں تو ذہن میں آہی جاتی ہیں لیکن انتظامی ناکامی چھوٹی باتوں کی طرف سے غفلت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

طبیعت کے اس محتاط پہلو کا نتیجہ تھا کہ جہاں تحریر کو بڑی احتیاط سے دیکھتے اور درستی فرماتے وہاں زبانی ارشاد کو دوسرے سے دہروا لیا کرتے تھے تا غلط فہمی کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔

معاملہ کے بہت صاف تھے ہر چیز کا باقاعدہ حساب رکھتے اور اس معاملہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہ خود کرتے اور نہ دوسرے کی طرف سے پسند فرماتے۔ قرض سے بہت بچتے تھے۔ خود تنگی برداشت کر لیتے لیکن قرض سے حتی الوسع گریز کرتے اور اگر کبھی ناگزیر ہو جائے تو اس کی ادائیگی میں کمال باقاعدگی سے کام لیتے۔ طبیعت کا یہ خاصہ صرف مالی لین دین تک محدود نہ تھا بلکہ ہر شعبہ میں نمایاں ہوتا۔ سیدھی بات کو پسند فرماتے اور پیچدار بات سے بیزاری کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

لباس بہت سادہ پہنتے تھے اور تنگ لباس کو برداشت نہ کرتے تھے۔ سفید قمیص اور شلوار۔ کھلا لمبا کوٹ اور پگڑی پہنتے تھے۔ کبھی کبھی خصوصاً غیر رسمی مواقع پر ٹوپی بھی پہن لیتے تھے۔ شروع میں دیسی جوتی پہنا کرتے تھے لیکن بعد میں گرگابی طرز کا کھلا بغیر تسموں والا بوٹ۔ یہی سادگی رہائش میں پسند فرماتے تھے۔ اور نمائش کی چیزوں سے گھبراتے تھے۔ رہائش میں مشقت پسند فرماتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب شروع شروع میں Air Condition کا رواج بڑھا اور میں نے ایک خریدا تو میری طبیعت پر یہ بات گراں گزری کہ میں اپنے لئے کوئی ایسا آرام ڈھونڈوں جو ابا جان کے استعمال میں نہ ہو۔ چنانچہ میں نے اس کیفیت کے مدنظر اور ربوہ کی شدید گرمی کا احساس کرتے ہوئے ایک Air Condition تحفۃً بھیجا اور آدمی بھیج کر اسے آپ کے کمرے میں لگوا دیا۔ اسے استعمال فرماتے رہے لیکن ایک مرتبہ خراب ہو گیا تو خفگی سے فرمایا کہ مظفر نے خواہ مخواہ مجھے اس کی عادت ڈال دی ہے۔ اور اس کے بند یا خراب ہونے سے اب مجھے تکلیف ہوتی ہے ورنہ میں اپنے لئے

کسی ایسی سہولت کو مرغوب نہیں پاتا۔

طبیعت میں بلند پایہ مزاح بھی تھا اور بعض مرتبہ نصیحت کرتے وقت اس جوہر سے کام لیتے تھے۔ اپنے ایک پرانے رفیق (مکرمی ورد صاحب) کا ایک بچہ باہر سے ربوہ آیا اور بغیر ملاقات واپس چلا گیا تو اسے لکھا کہ میں نے سنا ہے تم آئے تھے لیکن اغلباً تم نے اپنے بزرگوں سے تعلقات کو کافی سمجھا اور ملاقات کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔

علمی ذوق اور تصانیف و طرز تحریر

علمی تحقیق کا ذوق رکھتے تھے اور نوجوانی کے زمانہ سے اسلام اور احمدیت کی خدمت میں اپنا قلم اٹھایا اور ۲۴ کے قریب قیمتی کتب اور رسائل کا روحانی خزانہ اپنے پیچھے چھوڑا۔ اس کے علاوہ وہ الفضل میں باقاعدگی سے ہر موقع پر مضامین لکھتے رہے۔ طرز تحریر بہت دلکش اور سادہ تھی اور مشکل سے مشکل مضمون کو سادگی سے نبھانے والی اور بڑی صاف تحریر تھی جو اپنے خلوص کی وجہ سے دل میں اترتی جاتی تھی۔ اپنی کتب میں سیرۃ خاتم النبیین اور سیرۃ المہدی کے علاوہ تبلیغ ہدایت کو بھی اس خیال سے پسند فرماتے تھے کہ یہ میری جوانی کے زمانہ کی یادگار ہے۔ جب آپ نے یہ مفید کتاب لکھی تو آپ کی عمر اس وقت ۲۹ سال تھی۔

مرکز سے گہری وابستگی

مرکز احمدیت سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ شروع میں قادیان اور پھر اب ربوہ سے بھی یہ وابستگی قائم رہی۔ مرکز سے باہر جانا آپ کی طبیعت پر گراں گزرتا تھا اور سوائے خلیفہ وقت کے حکم یا اشد طبی ضرورت کے باہر نہ جاتے تھے۔ قادیان سے عشق قائم تھا اور درویشان کی خدمت بڑے ذوق اور شوق سے کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور تحریرات کی روشنی میں اس پختہ یقین پر قائم تھے کہ اللہ تعالےٰ کی مشیئت اپنے وقت پر مرکز احمدیت جماعت کو واپس دلائیگی اور کوئی دنیاوی تدبیر اس میں حائل نہ ہو سکے گی۔ فرمایا کرتے تھے کہ الہامات اور حضرت اقدس کی تحریرات میں وقت کا تعین نہیں بلکہ یہ اشارہ ہے کہ یہ واقع اچانک اور ایسے رنگ میں ہوگا کہ بظاہر ناممکن نظر آئے گا اور اس کی درمیانی کڑیاں نظر سے اوجھل رہیں گی۔

مرکز سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ اپنی آخری بیماری کے ایام میں جب گھوڑا گلی طبی مشورہ کے تحت تشریف لے گئے تو ایک منذر خواب کی بنا پر فرمایا کہ پروگرام سے پہلے واپس چلیں اور مجھے کہنے لگے کہ پرندہ اپنے گھونسلے میں خوش رہتا ہے۔ میں تو ربوہ جانا پسند کروں گا لیکن چونکہ وہاں بجلی کا انتظام ناقص ہے اور شائد طبی لحاظ سے بھی لاہور سے گزرنا مناسب ہو اس لئے لاہور جانا پڑتا ہے۔ ایسی کیفیت کے تحت میرے چھوٹے بھائی مرزا منیر احمد کو تاکید اً فرمایا کہ دیکھو میرا جنازہ ربوہ بغیر کسی توقف کے لے جانا۔ چنانچہ اسی خواہش کے مدنظر ہم رات کو ہی لاہور چل پڑے اور رات ساڑھے تین بجے ربوہ پہنچے۔

دو ذاتی دعائیں

مضمون میرے اندازہ سے کچھ لمبا ہو گیا ہے۔ لیکن میں ایک دو امور کا ذکر کر کے اسے ختم کرتا ہوں۔ ذاتی دعاؤں میں ابا جان دو باتوں کے لئے بہت دعا فرمایا کرتے تھے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ اپنی رضا کے راستہ پر چلنے کی توفیق بخشے اور دوئم انجام بخیر ہو۔ اس آخری امر کے لئے بڑی تڑپ رکھتے تھے اور ہمیشہ اس پر زور دیا کرتے تھے۔ مجھے کئی بار فرمایا کہ ایک انسان ساری عمر نیکی کے کام کرتا ہے لیکن آخر میں کوئی ایسی بات کر بیٹھتا ہے جو خدا کی ناراضگی کا مورد ہو جاتی ہے اور جہنم کے گڑھے کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔ ایک دوسرا انسان ساری عمر بد اعمال میں گزارتا ہے لیکن آخر میں ایسا کام کر جاتا ہے جو خدا کی خوشنودی کا باعث ہو جاتا ہے۔ سو اصل چیز انجام بخیر ہے اور اس کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ خود اپنے لئے اس کی ہمیشہ سے بہت دعا فرمایا کرتے تھے اور کسی سے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ بڑے اضطرار سے یہ دعا کی اور خدا سے درخواست کی کہ اس بارہ میں مجھے کوئی تسلی دے دے۔ اس دعا پر جو اغلباً قرآن شریف کی تلاوت کے دوران میں کر رہے تھے یکدم قرآن شریف کے سامنے کے دونوں ورق سفید ہو گئے اور دائیں ورق پر موٹے الفاظ میں صرف یہ دو الفاظ لکھے نظر آئے " بغیر حساب۔"

غرضیکہ تعلق باللہ۔ عشق رسول۔ مسیح زمان سے گہری روحانی وابستگی۔ خلیفہ وقت کی بے مثال اطاعت اور فرمانبرداری۔ خلق خدا سے بے پایاں شفقت۔ غرباء سے ہمدردی۔ مرکز سے گہرا لگاؤ اور اسلام اور احمدیت کے مستقبل پر کامل یقین۔ آپ کی زندگی کے خصوصی پہلو تھے۔ اپنی ساری عمر اپنی تمام تر طاقت اس کوشش میں صرف کی کہ خدا کا نام بلند ہو اور اس کی مخلوق کی بھلائی ہو۔ عین جوانی میں وقف دین کا عہد باندھا اور آخری سانس تک اسے بڑے ذوق اور شوق سے نبھایا۔ احمدیت کی یہ مایۂ ناز شخصیتیں زمانہ کے لحاظ سے ہمارے بہت قریب کھڑی ہیں اور ہم ان کی قدر و منزلت اور مقام کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے۔ لیکن اسلام اور احمدیت کا آنے والا مؤرخ ان کے خط و خال کو اجاگر کرے گا اور تاریخ کے اس دور سے نہیں گزر سکے گا جب تک وہ مسیح محمدی کے ان پروانوں کو خراج تحسین نہ ادا کر لے۔ یہ خوش قسمت لوگ مسیح محمدی کی فوج کے صف اوّل کے سپاہی ہیں جن کی زندگی کا مقصد ایک اور صرف ایک تھا کہ اسلام دوبارہ زندہ ہو اور دنیا کو ایک زندہ خدا اور ایک زندہ نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کی پہچان ہو۔ ان لوگوں نے اپنی تمام طاقتیں اور کوششیں اس مقصد کے حصول کے لئے بے دریغ خرچ کر دیں اور خدمت دین کا حق ادا کیا۔ اسلام اور احمدیت کے پودے کی اپنے خون اور قربانی سے آبیاری کی اور دنیا کی کوئی کشش اس کے راستہ میں حائل نہ ہونے دی۔ دین سے باہر کسی چیز میں کبھی دلچسپی لی تو فروعی اور وقتی طور پر اور زندگی اور ہر توجہ کا مرکزی نقطہ ہمیشہ خدمت دین رہا۔ اپنی تمام زندگی کا یہی Moto رہا کہ دین و دنیا پر بہر حال مقدّم رہے اور اپنے پر ہر موت اس لئے وارد کی تا اسلام زندہ ہو۔

مجھے یاد ہے ایک مرتبہ ایک بیماری کے حملہ کے دوران ڈاکٹروں نے ابا جان کو مشورہ دیا کہ اب آپ کی صحت کی حالت ایسی ہے کہ آپ کام کم کیا کریں۔ آپ نے اس مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور فرمانے لگے۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ دین کی خدمت کرتے کرتے انسان جان دیدے۔ چنانچہ ڈاکٹروں کو یہ مشورہ دیا گیا کہ آپ ابا جان کو کام کرنے سے نہ روکیں۔ بلکہ یہ مشورہ دیں کہ آپ تھوڑے عرصہ کے لئے آرام فرمالیں تا پھر تازہ دم ہو کر پہلے کی طرح اپنا کام کرتے چلے جائیں۔ چنانچہ یہ گُر کارگر ہؤا اور کچھ عرصہ کے لئے آرام کا مشورہ آپ نے اس رنگ میں قبول فرمایا کہ کچھ دن کے لئے کام کو کچھ ہلکا کر دیا۔

اے جانیوالے تجھ پر خدا کی ہزاروں رحمتیں ہوں کہ تو عمر بھر اپنے اور غیروں سب کے لئے ایک بے پایاں شفقت اور رحمت کا سایہ بن کر رہا۔ دیکھ میرا ہاتھ کانپ رہا ہے۔ اور میری آنکھیں اشکبار ہیں اور میرا دل تیری محبت کی یاد میں بے قابو ہؤا جاتا ہے۔ اے اللہ رحم کر رحم۔ میرے مولا ہم کون؟ جو تیری قضا کے فیصلہ کے سامنے کسی قسم کی چوں وچرا کریں۔ تو گواہ ہے کہ باوجود اس کی تمام تلخیوں کے ہم نے تیری تقدیر کو بانشراح صدر قبول کیا ہے۔ لیکن میرے مولا تیرے در کا سوالی تجھ سے ایک بھیک مانگتا ہے۔ میرے ابا کا خاکی جسم تو ہم سے جدا ہو گیا لیکن ان

کی برکات ہمارے ساتھ رہنے دیجیو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم سے وہ کام لے لے جس سے تو راضی ہو جائے اور جو ہمارے باپ کی روح کیلئے تسکین کا باعث ہو۔

شکریہ احباب

بالآخر میں اُن تمام احباب کا ممنون ہوں جنہوں نے ابا جان کے لئے اور ہمارے لئے دعائیں کیں اور کر رہے ہیں۔ اور پھر آپ کے ان معالجوں کا جنہوں نے آپ کی بیماری میں کمال محبت اور محنت سے علاج کی تکلیف اٹھائی۔ اُن ڈاکٹروں میں ربوہ میں عزیزم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب اور لاہور میں ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

مکرمی ڈاکٹر یعقوب صاحب نے اس آخری بیماری میں اور اس سے پہلے بھی ہر بیماری کے موقع پر بے حد محبت اور اخلاص سے علاج کیا۔ لاہور میں صبح اور شام کا آنا تو معمول تھا ہی۔ اس کے علاوہ بھی ضرورت کے موقع پر بلا توقف تشریف لاتے تھے اور دیر تک پاس بیٹھے رہتے تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر مسعود احمد اور کرنل عطاء اللہ صاحب نے بھی بڑے اخلاص اور محبت سے علاج اور تیمارداری میں حصہ لیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے اور جو آرام اور راحت انہوں نے میرے باپ کو پہنچانے کی کوشش کی ہے وہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اُن کو اور اُن کی اولادوں کو پہنچائے۔ خادموں میں سے سب سے اوّل بشیر احمد نے خدمت کی نہ صرف بیماری میں بلکہ گزشتہ قریباً بیس برس سے اس نے حد درجہ وفاداری اور جاں نثاری سے خدمت کی ہے اور ابا جان بھی اس کا خاص خیال رکھتے تھے اور اس سے بچوں کی طرح محبت کرتے تھے۔

جنازہ کے موقع پر بھی احباب جماعت کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور ایک اندازہ کے مطابق کوئی ۲۰ ۔ ۲۵ ہزار لوگ باہر سے ربوہ تشریف لائے۔ بعض ان میں دور دور کے مقامات سے باوجودیکہ وقت بہت کم ملا تکلیف اٹھا کر آئے۔ مجھے شیخ فیض محمد صاحب نے سنایا کہ وہ کراچی سے جنازہ میں شمولیت کے لئے آ رہے تھے کہ ایک دیہاتی ملتان سے ہوائی جہاز پر سوار ہؤا اور ان کے ساتھ لائل پور اترا۔ لائلپور اس نے دریافت کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ جب انہوں نے کہا کہ ربوہ۔ تو اسنے درخواست کی کہ وہ اس کو بھی Taxi میں ساتھ لیتے جائیں۔ ان کے پوچھنے پر اسنے کہا کہ مجھے اپنے گاؤں میں حضرت میاں صاحب کی وفات کی خبر ملی تو میں اسی وقت ریلوے سٹیشن گیا تو گاڑی نکل چکی تھی۔ بسوں کے اڈہ پر گیا لیکن وہاں سے بھی پہنچنے کی کوئی صورت نہ بنتی تھی۔ میرے اس اضطراب پر کسی نے کہا کہ ہوائی جہاز پر جاؤ تو شائد پہنچ سکو۔ سو یہ بیچارہ ہوائی اڈہ پر پہنچا اور وہاں سے ٹکٹ خرید کر لائل پور آیا۔ شیخ صاحب کہتے تھے کہ اس کی حالت یہ تھی کہ شائد وہ اپنی کسی دنیوی ضرورت کے لئے اتنی رقم کبھی خرچ کرنے کو تیار نہ ہوتا جو اسنے تکلیف اٹھا کر جنازہ میں شمولیت کی خاطر برداشت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

تعزیت کے پیغامات

تعزیت کے پیغام اور خطوط بھی سینکڑوں کی تعداد میں دنیا بھر سے آ چکے ہیں اور ابھی چلے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے جنہوں نے غم میں شریک ہو کر اس کے ہلکا کرنے کی کوشش کی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسے اپنا سمجھا۔ بعض دوست یہ کہہ رہے تھے کہ ہم تعزیت کس سے کرنے جائیں۔ ہم تو کہتے ہیں لوگ ہم سے تعزیت کریں۔

متعدد احباب نے اپنے خطوط میں یہ لکھا کہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم آج یتیم ہو گئے۔ بعض دوستوں نے یہاں تک لکھا کہ ہمیں حضرت میاں صاحب کی وفات کا صدمہ اپنے والد کی وفات کے صدمہ سے زیادہ ہؤا ہے اور ایک مخلص دوست نے مجھے بتایا کہ بیماری کی شدّت کے ایام میں وہ خدا کے حضور یہ دعا کرتے رہے کہ اے اللہ تو میری زندگی بھی حضرت میاں صاحب کو دیدے کیونکہ میری موت سے ایک خاندان پر مصیبت آتی ہے لیکن حضرت میاں صاحب کی وفات جماعت اور عالم اسلام کے لئے صدمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اسنے ہم سب کو محبت اور اخوّت کے اس رشتہ میں منسلک کر دیا ہے کہ دوسرے کی تکلیف اپنی اور بعض حالات میں اپنے سے بڑھ کر محسوس ہوتی ہے۔

محترم چوہدری محمد ظفراللہ صاحب کا تعزیتی خط

ان تعزیت کے خطوط میں اباجان کی وفات سے ایک روز بعد کا امریکہ سے لکھا ہوا خط مکرم محترم چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی طرف سے بھی ملا۔ جناب چوہدری صاحب نے اپنے خط میں اباجان کی سیرت کا بڑا صحیح نقشہ کھینچا ہے اس لئے اس خط سے ایک اقتباس درج ذیل کرتا ہوں۔

"میں ابھی تک اس قابل نہیں ہؤا ہوں کہ اپنے خیالات کو پورے طور پر مجتمع کر کے آپکو ایک مربوط خط لکھ سکوں۔ آپ کے واجب الاحترام والد کی وفات نے میری زندگی میں خلاء پیدا کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپکو بخوبی علم ہے ہماری بہت قریبی اور گہری اور جہاں تک اُن کا تعلق ہے انکی جانب سے بہت ہی مشفقانہ وابستگی ۵۴ سال سے بھی زائد عرصہ تک جاری رہی۔ اس تمام عرصہ میں کبھی اختلاف یا غلط فہمی کا شائبہ بھی پیدا نہیں ہؤا۔ فیض کا چشمہ ایک ہی سمت بہتا رہا یعنی اُنکی جانب سے میری طرف۔ اُنکی محبت اور نوازشات کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ان محبتوں اور شفقتوں کا سلسلہ اختتام پذیر ہؤا تو صرف اُنکی وفات پر۔ اُن کے لئے اور اُن کے عزیزوں کے لئے مخلصانہ دعاؤں کے سوا میں اُن کی کوئی خدمت بجا نہ لا سکتا تھا اور کسی لحاظ سے بھی اُنکی پیہم نوازشات کا بدلہ نہ اتار سکتا تھا۔ میں اس خیال سے کسی قدر تسلی پاتا ہوں کہ مخلصانہ دعاؤں میں مجھ سے کبھی کوتاہی سرزد نہیں ہوئی۔ اب وہ رحلت فرما گئے ہیں اور انہوں نے اپنے پیچھے جو خلاء چھوڑا ہے اُس سے آپ سب کی زندگیاں اور میری زندگی ہی متاثر نہیں ہوئی بلکہ پاکستان میں بھی اور پاکستان سے باہر بھی ہر جگہ جماعت پر اس کا اثر پڑا ہے

حضرت صاحب کی علالت ان کیلئے مسلسل دُکھ اور ملال کا موجب رہی۔ اسکی وجہ سے اُن کے کندھوں پر عظیم ذمہ واریوں کا بوجھ آپڑا اور بسا اوقات انہیں پریشان کُن اور بہت کٹھن حالات سے دوچار ہونا پڑتا۔ انہوں نے اس بار عظیم اور مشکلات و مصائب کو بڑی سنجیدگی و وقار، کامل وفاداری اور بڑی جواں ہمتی اور مستقل مزاجی سے اُٹھایا۔ ہر لحہ انہوں نے اپنے وجود کے ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ اور اسکے دین کی راہ میں وقف کئے رکھا اور اس راہ میں کئی موتیں اپنے پر وارد کیں۔ اُن کی جسمانی وفات اُن کیلئے اس کمر جھکا دینے والے بوجھ سے جسے انہوں نے شکایت کا ایک لفظ بھی زبان پر لائے بغیر بطیب خاطر دن رات اٹھائے رکھا خوش آئند رہائی کا درجہ رکھتی ہے۔ خواہ دل نے کتنے ہی آنسو بہائے ہوں اور وہ کتنا ہی خون ہو ہو گیا ہو اُن کی زبان سے اپنے خالق و مالک کیلئے محبت اطاعت، وفاداری، تسلیم و رضا، اور تحمید و تمجید کے الفاظ کے سوا کبھی کوئی لفظ نہیں نکلا۔ وہ ہم سب کے لئے ایک عظیم الشان اور درخشندہ و تابندہ اُسوہ تھے"۔

میرے لئے یہ امر قدرے اطمینان کا باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اور میرے بھائی بہنوں کو بھی اپنے اپنے رنگ میں اباجان کی خدمت کی توفیق بخشی۔ میری کسی خدمت کی توفیق میں سب سے بڑا حصہ اور دخل میری بیوی امۃ القیوم بیگم دختر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہے جنہوں نے ہر موقع پر خود تکلیف اٹھا کر اباجان اور والدہ کی بڑے شوق اور محبت سے خدمت کی۔ میرا دل ان کے لئے شکر کے جذبات سے لبریز ہے۔ اباجان کی ایک امانت ہمارے سپرد ہے۔ دوست جہاں ہم سب کے لئے اور دینی دنیاوی امور کے لئے دعا فرماویں وہاں یہ بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدہ محترمہ کی ایسی خدمت کی توفیق بخشے کہ وہ ہماری کسی حرکت سے غمگین نہ ہوں اور اباجان کی بے مثال تیمارداری کی کمی کو کسی رنگ میں محسوس نہ کریں۔

خاکسار

مرزا مظفر احمد

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ

تمام جماعت احمدیہ کو سرخ کتاب رکھنے کی تحریک

سرخ کتاب کے مقاصد اور معین مثالیں

جلسہ سالانہ انگلستان 98ء کے بعد 7۔ اگست 98ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام جماعت کو سرخ کتاب رکھنے کی تحریک فرمائی۔ اور معین مثالوں کے ساتھ اس مضمون کو واضح فرمایا۔ حضور کا یہ خطبہ روزنامہ الفضل 12۔ اکتوبر 98ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس تحریک کی یاددہانی کی خاطر حضور کے خطبہ جمعہ کے منتخب اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

(ادارہ)

جلسہ پر سرخ کتاب

بہت سی ایسی بھولی ہوئی باتیں جن کا نظام سلسلہ میں ہمیشہ سے بہت اہتمام رہا ہے وہ اس جلسے پر یاد آئیں اور ان کا تعلق قرآن کریم کی اس آیت سے ہے (۔) یہ عجیب کتاب ہے جو نہ کسی چھوٹی چیز کو چھوڑتی ہے نہ کسی بڑی چیز کو چھوڑتی ہے مگر تمام تر باتیں اس میں درج ہیں۔ یہ بنیادی تعلیم ہے قرآن کریم کی جو دنیا بھر کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے اور اسقام کی روک تھام کے لئے 'جو سقم ایک دفعہ پیدا ہو جائے اس کی روک تھام کے لئے' انتہائی ضروری ہے۔ اور قادیان سے اسی قسم کی ایک روایت جلسے سے تعلق میں چلی آرہی تھی جسے ایک دفعہ میں نے یہاں نافذ بھی کیا تھا مگر پھر بھلا دی گئی۔ وہ روایت یہ ہے کہ ایک سرخ کتاب رکھی جاتی ہے۔ اور جلسے کے بعد تمام افسران اکٹھے بیٹھتے ہیں اور اس جلسے میں جو جو خرابیاں پیدا ہوئیں ان کو سرخ کتاب میں درج کیا جاتا ہے اور وہ سرخ کتاب آئندہ جلسوں کے لئے راہنما بنتی چلی جاتی ہے اور تمام شامل لوگ جو اس جلسے میں شامل تھے صرف ان کے ہی کام نہیں آتی بلکہ آئندہ آنے والے منتظمین کے بھی کام آتی ہے اور وہ پھر اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں اور پہلی باتوں کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے ہیں کہ ان خرابیوں کا اعادہ نہیں کرنا اور آئندہ کے لئے ذہن تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ قادیان سے جاری ہے۔

راہنما آیت

جس کتاب کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے۔ یہ فرماتا ہے کہ نہ کوئی چھوٹی چیز چھوڑتی ہے نہ بڑی چھوڑتی ہے مگر ہم نے اپنے تجربے میں دیکھا ہے کہ اس کے نتیجے میں اس آیت کو راہنما بناتے ہوئے کوشش تو کرتے ہیں کہ نہ کوئی چھوٹی چیز چھوڑی جائے نہ بڑی چھوڑی جائے لیکن ہر دفعہ یاد آتا ہے کہ کچھ چھوڑی گئی تھی اور اس طرح یہ سلسلہ انتظام کی تکمیل کا ان لوگوں کے لئے جو اس آیت کو راہنما بنائیں ہمیشہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں ان پر چڑھتا جو پہلے سے بہتر نہ ہو کیونکہ یہ آیت بہت عظیم راہنما آیت ہے اس کا دنیا کے ہر نظام سے تعلق ہے۔

ایم ٹی اے

ہمارے ٹیلی ویژن کا نظام اس لحاظ سے انتہائی ناقص ہے کہ جو بھی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کو ٹھیک کیا اور بھول گئے۔ یہ نہیں پتہ لگتا کہ خرابی کیوں پیدا ہوئی تھی اور جب اس کی تحقیق ہو جاتی ہے تو اس کو کسی سرخ کتاب میں درج نہیں کیا جاتا۔ اگر یہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ ایک قسم کی خرابی دوبارہ پھر پیدا ہوتی۔ چنانچہ ایم ٹی اے کے منتظمین کے لئے سب سے پہلے تاکید ہے کہ وہ اپنی ایک سرخ کتاب بنائیں۔ ہر ہفتے اجلاس ہوا کرے اور اس اجلاس میں اس ہفتے میں اگر کوئی خرابی پیدا ہوئی تو اس کو سرخ کتاب میں درج کیا جائے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے جو انتظام کیا گیا تھا اس کو درج کیا جائے۔ لیکن یہ تو آئندہ کے لئے ہے پیچھے ان کا بہت سا کام پڑا ہوا ہے جسے انہوں نے مکمل کرنا ہے۔ اس کے لئے ہو سکتا ہے کہ ایک مہینہ؛ دو مہینے کے اجلاسات بھی مشکل سے کافی ہوں گے۔

جب سے ایم ٹی اے کا آغاز ہوا ہے اپنی یادداشت کے نتیجے میں اور کچھ اندراجات کے نتیجے میں کمپنیوں سے جو رابطے ہوئے ان کو دیکھ کر تفصیلی جائزہ لینا ہے کہ جب سے ایم ٹی اے کا وجود آیا ہے کیا کیا خرابیاں ہوتی رہی ہیں اور اکثر خرابیاں ایسی ہیں جو دوبارہ بھی ہوئی ہیں اس لئے کہ ان کو اذہان میں پورا Register نہیں کیا گیا اور کیا جا بھی نہیں سکتا۔ ذہن بھول جاتے ہیں باتوں کو' کتاب میں ان کا اندراج ہونا ضروری تھا۔ ہر آنے والی انتظامیہ کے لئے ضروری تھا کہ ان کا مطالعہ کر کے اس سلسلے میں جو بھی اصلاحی تدابیر اختیار کی گئی تھیں ان کو مدنظر رکھے اور یہ دیکھے کہ وہ جو اصلاحی اقدامات تھے ان کے ہوتے ہوئے دوبارہ کیوں واقعہ ہوا۔ اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ تو امید رکھتا ہوں کہ ایک سرخ کتاب ایم ٹی اے اپنے لئے تیار کرے گی۔

محترم چوہدری محمد ظفراللہ صاحب کا تعزیتی خط

ان تعزیت کے خطوط میں ابا جان کی وفات سے ایک روز بعد کا امریکہ سے لکھا ہوًا خط مکرم محترم چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی طرف سے بھی ملا۔ جناب چوہدری صاحب نے اپنے خط میں ابا جان کی سیرت کا بڑا صحیح نقشہ کھینچا ہے اس لئے اس خط سے ایک اقتباس درج ذیل کرتا ہوں۔

"میں ابھی تک اس قابل نہیں ہؤا ہوں کہ اپنے خیالات کو پورے طور پر مجتمع کر کے آپکو ایک مربوط خط لکھ سکوں۔ آپ کے واجب الاحترام والد کی وفات نے میری زندگی میں خلاء پیدا کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپکو بخوبی علم ہے ہماری بہت قریبی اور گہری اور جہاں تک اُن کا تعلق ہے انکی جانب سے بہت ہی مشفقانہ وابستگی ۵۴ سال سے بھی زائد عرصہ تک جاری رہی۔ اس تمام عرصہ میں کبھی اختلاف یا غلط فہمی کا شائبہ بھی پیدا نہیں ہؤا۔ فیض کا چشمہ ایک ہی سمت بہتا رہا یعنی اُنکی جانب سے میری طرف۔ اُنکی محبت اور نوازشات کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ان محبتوں اور شفقتوں کا سلسلہ اختتام پذیر ہؤا تو صرف اُنکی وفات پر۔ اُن کے لئے اور اُن کے عزیزوں کے لئے مخلصانہ دعاؤں کے سوا میں اُن کی کوئی خدمت بجانہ لا سکتا تھا اور کسی لحاظ سے بھی اُنکی پیہم نوازشات کا بدلہ نہ اتار سکتا تھا۔ میں اس خیال سے کسی قدر تسلی پاتا ہوں کہ مخلصانہ دعاؤں میں مجھ سے کبھی کوتاہی سرزد نہیں ہوئی۔ اب وہ رحلت فرما گئے ہیں اور انہوں نے اپنے پیچھے جو خلاء چھوڑا ہے اُس سے آپ سب کی زندگیاں اور میری زندگی ہی متاثر نہیں ہوئی بلکہ پاکستان میں بھی اور پاکستان سے باہر بھی ہر جگہ جماعت پر اس کا اثر پڑا ہے

حضرت صاحب کی علالت ان کیلئے مسلسل دُکھ اور ملال کا موجب رہی۔ اسکی وجہ سے اُن کے کندھوں پر عظیم ذمہ واریوں کا بوجھ آپڑا اور بسا اوقات انہیں پریشان کُن اور بہت کٹھن حالات سے دوچار ہونا پڑتا۔ انہوں نے اس بار عظیم اور مشکلات و مصائب کو بڑی سنجیدگی وو قار، کامل وفاداری اور بڑی جواں ہمتی اور مستقل مزاجی سے اُٹھایا۔ ہر لحہ انہوں نے اپنے وجود کے ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ اور اسکے دین کی راہ میں وقف کئے رکھا اور اس راہ میں کئی موتیں اپنے پر وارد کیں۔ اُن کی جسمانی وفات اُن کیلئے اُس کمر جھکا دینے والے بوجھ سے جسے انہوں نے شکایت کا ایک لفظ بھی زبان پر لائے بغیر بطیب خاطر دن رات اٹھائے رکھا خوش آئند رہائی کا درجہ رکھتی ہے۔ خواہ دل نے کتنے ہی آنسو بہائے ہوں اور وہ کتنا ہی خون ہو ہو گیا ہو اُن کی زبان سے اپنے خالق و مالک کیلئے محبت اطاعت، وفاداری، تسلیم و رضا، اور تحمید و تمجید کے الفاظ کے سوا کبھی کوئی لفظ نہیں نکلا۔ وہ ہم سب کے لئے ایک عظیم الشان اور درخشندہ و تابندہ اُسوہ تھے"۔

میرے لئے یہ امر قدرے اطمینان کا باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اور میرے بھائی بہنوں کو بھی اپنے اپنے رنگ میں ابا جان کی خدمت کی توفیق بخشی۔ میری کسی خدمت کی توفیق میں سب سے بڑا حصہ اور دخل میری بیوی امۃ القیوم بیگم دختر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہے جنہوں نے ہر موقع پر خود تکلیف اٹھا کر ابا جان اور والدہ کی بڑے شوق اور محبت سے خدمت کی۔ میرا دل ان کے لئے شکر کے جذبات سے لبریز ہے۔ ابا جان کی ایک امانت ہمارے سپرد ہے۔ دوست جہاں ہم سب کے لئے اور دینی دنیاوی امور کے لئے دعا فرماویں وہاں یہ بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدہ محترمہ کی ایسی خدمت کی توفیق بخشے کہ وہ ہماری کسی حرکت سے غمگین نہ ہوں اور ابا جان کی بے مثال تیمارداری کی کمی کو کسی رنگ میں محسوس نہ کریں۔

خاکسار

مرزا مظفر احمد

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ

تمام جماعت احمدیہ کو سرخ کتاب رکھنے کی تحریک

سرخ کتاب کے مقاصد اور معین مثالیں

جلسہ سالانہ انگلستان 98ء کے بعد 7۔اگست 98ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام جماعت کو سرخ کتاب رکھنے کی تحریک فرمائی۔ اور معین مثالوں کے ساتھ اس مضمون کو واضح فرمایا۔ حضور کا یہ خطبہ روزنامہ الفضل 12۔اکتوبر 98ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس تحریک کی یاددہانی کی خاطر حضور کے خطبہ جمعہ کے منتخب اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

(ادارہ)

جلسہ پر سرخ کتاب

بہت سی ایسی بھولی ہوئی باتیں جن کا نظام سلسلہ میں ہمیشہ سے بہت اہتمام رہا ہے وہ اس جلسے پر یاد آئیں اور ان کا تعلق قرآن کریم کی اس آیت سے ہے (۔) یہ عجیب کتاب ہے جو نہ کسی چھوٹی چیز کو چھوڑتی ہے نہ کسی بڑی چیز کو چھوڑتی ہے مگر تمام تر باتیں اس میں درج ہیں۔ یہ بنیادی تعلیم ہے قرآن کریم کی جو دنیا بھر کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے اور اسقام کی روک تھام کے لئے 'جو سقم ایک دفعہ پیدا ہو جائے اس کی روک تھام کے لئے' انتہائی ضروری ہے۔ اور قادیان سے اسی قسم کی ایک روایت جلسے سے تعلق میں چلی آرہی تھی جسے ایک دفعہ میں نے یہاں نافذ بھی کیا تھا مگر پھر بھلا دی گئی۔ وہ روایت یہ ہے کہ ایک سرخ کتاب رکھی جاتی ہے۔ اور جلسے کے بعد تمام افسران اکٹھے بیٹھتے ہیں اور اس جلسے میں جو جو خرابیاں پیدا ہوئیں ان کو سرخ کتاب میں درج کیا جاتا ہے اور وہ سرخ کتاب آئندہ جلسوں کے لئے راہنما بنتی چلی جاتی ہے اور تمام شامل لوگ جو اس جلسے میں شامل تھے صرف ان کے ہی کام نہیں آتی بلکہ آئندہ آنے والے منتظمین کے بھی کام آتی ہے اور وہ پھر اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں اور پہلی باتوں کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے ہیں کہ ان خرابیوں کا اعادہ نہیں کرنا اور آئندہ کے لئے ذہن تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ قادیان سے جاری ہے۔

راہنما آیت

جس کتاب کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے۔ یہ فرماتا ہے کہ نہ کوئی چھوٹی چیز چھوڑتی ہے نہ بڑی چھوڑتی ہے مگر ہم نے اپنے تجربے میں دیکھا ہے کہ اس کے نتیجے میں اس آیت کو راہنما بناتے ہوئے کوشش تو کرتے ہیں کہ نہ کوئی چھوٹی چیز چھوڑی جائے نہ بڑی چھوڑی جائے لیکن ہر دفعہ یاد آتا ہے کہ کچھ چھوڑی گئی تھی اور اس طرح یہ سلسلہ انتظام کی تکمیل کا ان لوگوں کے لئے جو اس آیت کو راہنما بنائیں ہمیشہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں ان پر چڑھتا جو پہلے سے بہتر نہ ہو کیونکہ یہ آیت بہت عظیم راہنما آیت ہے اس کا دنیا کے ہر نظام سے تعلق ہے۔

ایم ٹی اے

ہمارے ٹیلی ویژن کا نظام اس لحاظ سے انتہائی ناقص ہے کہ جو بھی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کو ٹھیک کیا اور بھول گئے۔ یہ نہیں پتہ لگتا کہ خرابی کیوں پیدا ہوئی تھی اور جب اس کی تحقیق ہو جاتی ہے تو اس کو کسی سرخ کتاب میں درج نہیں کیا جاتا۔ اگر یہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ ایک قسم کی خرابی دوبارہ پھر پیدا ہوتی۔ چنانچہ ایم ٹی اے کے منتظمین کے لئے سب سے پہلے تاکید ہے کہ وہ اپنی ایک سرخ کتاب بنائیں۔ ہر ہفتے اجلاس ہوا کرے اور اس اجلاس میں اس ہفتے میں اگر کوئی خرابی پیدا ہوئی تو اس کو سرخ کتاب میں درج کیا جائے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے جو انتظام کیا گیا تھا اس کو درج کیا جائے۔ لیکن یہ تو آئندہ کے لئے ہے پیچھے ان کا بہت سا کام پڑا ہوا ہے جسے انہوں نے مکمل کرنا ہے۔ اس کے لئے ہو سکتا ہے کہ ایک مہینہ؟ دو مہینے کے اجلاسات بھی مشکل سے کافی ہوں گے۔

جب سے ایم ٹی اے کا آغاز ہوا ہے اپنی یادداشت کے نتیجے میں اور کچھ اندراجات کے نتیجے میں کمپنیوں سے جو رابطے ہوئے ان کو دیکھ کر تفصیلی جائزہ لینا ہے کہ جب سے ایم ٹی اے کا وجود آیا ہے کیا کیا خرابیاں ہوتی رہی ہیں اور اکثر خرابیاں ایسی ہیں جو دوبارہ بھی ہوئی ہیں اس لئے کہ ان کو اذہان میں پورا Register نہیں کیا گیا اور کیا جا بھی نہیں سکتا۔ ذہن بھول جاتے ہیں باتوں کو 'کتاب میں ان کا اندراج ہونا ضروری تھا۔ ہر آنے والی انتظامیہ کے لئے ضروری تھا کہ ان کا مطالعہ کرکے اس سلسلے میں جو بھی اصلاحی تدابیر اختیار کی گئی تھیں ان کو مدنظر رکھے اور یہ دیکھے کہ وہ جو اصلاحی اقدامات تھے ان کے ہوتے ہوئے دوبارہ کیوں واقعہ ہوا۔ اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ تو امید رکھتا ہوں کہ ایک سرخ کتاب ایم ٹی اے اپنے لئے تیار کرے گی۔

احمدی جلسوں کے لئے

دوسری سرخ کتاب دنیا میں جہاں جہاں احمدی جلسے ہوتے ہیں ہر ایک کے لئے رکھنی ضروری ہے۔ اور مرکز کی طرف سے اس بات کی نگرانی کی جائے گی کہ کتاب رکھی جا رہی ہے۔ اور اس میں گزشتہ یادداشتوں کے مطابق اندراجات ہو رہے ہیں۔ اس ضمن میں افریقہ میں بڑھتی ہوئی (دعوت الی اللہ) اور اس کی ذمہ داریاں اور تعلیمی جو مدارس قائم کئے گئے ہیں اور چندے کا نظام قائم کیا جا رہا ہے ان تمام امور سے متعلق اندراجات ہو کر وہ نئے احمدی جن کی ہم تربیت کر رہے ہیں ان کے سپرد یہ کتاب ہونی چاہئے اور ان کو سمجھایا جائے کہ اس کتاب کی حفاظت کرنا تمہارا ذمہ ہے۔ اور اسے رواج دینا ارد گرد کے علاقے میں' یہ بھی تمہاری ذمہ داری ہے اس کے نتیجے میں بہت ہی احساس ذمہ داری پیدا ہو گا اور نئی جماعتوں کی تربیت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ ہماری بہت سی مشکلات دور ہو جائیں گی۔

ذیلی مجالس

میں تمام ذیلی مجالس کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی جائزہ لیں کہ ان کی کیا خرابیاں تھیں۔ جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو بعض حیرت انگیز باتیں سامنے آئیں جن کی طرف پہلے کوئی دھیان جا ہی نہیں سکتا تھا۔ ہمارے جلسے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو عمومی نصائح کی جاتی ہیں ان کے نتیجے میں جو احساس حفاظت ہے یعنی حفاظت کرنے کا احساس وہ عموماً جماعت میں بیدار ہوا ہے لیکن اس کے باوجود انتظامی خلا اتنے تھے کہ ان خلاؤں کے رستے کوئی چور اچکا' کوئی فتنہ پرداز آسانی سے داخل ہو سکتا تھا اور ہم نے اپنی طرف سے سارے رستے بند کر لئے تھے۔ اور کچھ رستے کھلے تھے ان رستوں سے اگر کوئی داخل نہیں ہوا تو یہ اللہ کی حفاظت تھی اس میں ہمارے انتظام کا کوئی بھی کمال نہیں۔ ورنہ ہر چور اچکا' ظالم' فسادی ان رستوں سے داخل ہو سکتا تھا۔

جماعت جرمنی

جماعت جرمنی کو وہاں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کو بھی اپنی ایک سرخ کتاب بنانی ہے اس کتاب میں تمام قسم کی خرابیاں' کھانے پینے کی ہر قسم کی خرابیوں کا ذکر ہو اور اس میں جو بہتری کے اقدامات کئے گئے ہیں وہ درج ہوں۔

معزز مہمان

بیرونی معززین کے لئے کھانے کا انتظام کبھی پہلے افسر جلسہ کے سپرد نہیں ہوا کرتا تھا کیونکہ وہ عمومی ذمہ داری کو ادا کرنے کے دوران اس کی طرف الگ توجہ دے ہی نہیں سکتے۔ ہمارا طریق یہ تھا جو باقاعدہ یہاں نافذ ہو چکا تھا لیکن سرخ کتاب کے نہ ہونے کی وجہ سے نظرانداز ہو گیا۔ وہ طریق یہ تھا کہ ایک خاص افسر برائے مہمان نوازی وی آئی پی (VIP) مقرر ہوا کرتا تھا جو ان کی رہائش کی جگہ میں ہر قسم کے کھانے تیار کرنے کا انتظام کرتا تھا۔

پہلے ان لوگوں کو ان کے ملکوں میں چٹھیاں لکھی جاتی تھیں کہ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ نصیحت ہے کہ ہر مہمان سے اس کی ضرورتوں کے مطابق سلوک کرو اور حضرت مسیح موعود (-) کا یہی طریق تھا۔ پس ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر کوئی کھانے آپ کے لئے ناپسندیدہ ہیں مثلاً مرچوں کا استعمال ہے یا اور بہت سی باتیں ہیں یا کچھ ایسے کھانے ہیں جو آپ کے ہاں مرغوب ہیں اور شوق سے کھائے جاتے ہیں تو ان کے متعلق ہمیں پہلے اطلاع کر دیں۔ اس کے نتیجے میں یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چونکہ مختلف قوموں کے لوگ احمدیوں میں مل جاتے ہیں اس لئے ان کا انتظام یہ شعبہ کر لیتا تھا اور اگر کسی جگہ نہ ملیں تو ان سے درخواست کی جاتی تھی کہ اگر ممکن ہو آپ کے ساتھ کوئی خاتون تشریف لا رہی ہوں اور ان کے لئے ممکن ہو کہ اپنا کھانا خود تیار کر لیں تو ان کو ہر قسم کی سہولت مہیا ہو جائے گی۔ اگر وہ نہ کر سکیں تو ہدایات ہمیں بھجوا دیں ہمارے آدمی ہر ممکن کوشش کریں گے کہ آپ کی ہدایات کے مطابق آپ کے لئے کھانا تیار کریں۔

اب جب یہ انتظام جاری تھا' جب تک رہا اتنا اچھا تاثر لے کے مہمان لوٹتے تھے کہ کبھی نہیں بھول سکتے تھے۔ دنیا کے پردے میں امیر سے امیر ممالک کو بھی یہ توفیق نہیں مل سکتی کہ اس طرح باریکی میں ان کی ضروریات اور ان کی ترجیحات کا خیال رکھا جائے۔ تو یہ بھولے بھی اس لئے کہ سرخ کتاب نہیں رکھی گئی۔ اور سرخ کتاب اب یاد آئی ہے تو اس میں یہ ساری چیزیں درج کروا دی گئی ہیں تاکہ آئندہ مہمان نوازی کا انتظام بدلنے کے نتیجے میں خرابیاں کبھی دوبارہ اس انتظام میں راہ نہ پا سکیں۔

مہمان نواز کے لئے

ہر نیا مہمان نواز جو اس شعبے کا انچارج ہو گا اسکو پہلے یہ کتاب پڑھنی ہو گی اور پڑھنے کے بعد دستخط کرنے ہوں گے کہ میں یہ ساری باتیں پڑھ چکا ہوں اور آئندہ اگر کوئی باتیں ایسی ہوئیں تو میرا فرض ہے کہ اس کتاب میں درج کروں اور جو پڑھ چکا ہوں اس کے لئے میں جوابدہ ہوں۔

اور پھر اپنے شعبہ میں اپنے ماتحتوں کو بھی وہ سب پڑھانی ہیں بعض دفعہ ایک منتظم یہ خیال کر لیتا ہے کہ باتیں میرے علم میں آگئی ہیں اس لئے کافی ہیں' میں موقع پر موجود ہوں' میں فیصلہ کروں گا۔ ان کی عدم موجودگی کی صورت میں بعض اوقات ان کے نائبین غلط فیصلے کر لیتے ہیں۔ جب یہ نظام جاری ہوا تھا اس وقت بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے ایسے واقعات ہوئے اور میں نے توجہ دلائی تھی کہ ہر منتظم کا فرض ہے کہ اپنے ماتحتوں کو سب کو بتائے۔ گویا یہ سرخ کتاب ہر ایک کے لئے پڑھنی ضروری ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی سرخ کتاب ہے اس پر بھی سارے فرشتے آگاہ ہیں اور ان کو پتہ ہے کہ ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں جو ہم نے ادا کرنی ہیں جن کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا۔ پس جماعت احمدیہ کے نظام کو مکمل کرنے کے لئے اور آئندہ حسین سے حسین تر بنانے کے لئے اس سرخ کتاب کو رواج دینا اور اس تفصیل سے رواج دینا جس تفصیل سے میں نے بیان کیا ہے انتہائی ضروری ہے۔

گھر کی کتاب

اپنے اپنے گھروں میں اگر ایک چھوٹی سی کتاب رکھ لیں اس میں عموماً آئے دن خرابیاں ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً بچوں کو چوٹ لگ جاتی ہے اور بعض دفعہ چھوٹی سی غلطی سے بہت سخت چوٹ لگ جاتی ہے تو ان کا فرض ہے یعنی میں سمجھتا ہوں کہ ان پر جماعتی طور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جس طرح جماعت کی خرابیوں پر ہم نظر رکھتے ہیں کہ دوبارہ نہ آئیں وہ بھی ان خرابیوں پر نظر رکھیں تاکہ بے وجہ دوبارہ تکلیف میں مبتلا نہ ہوں۔ بعض لوگوں کے اکلوتے بچے ان کی ایسی غلطی کے نتیجے میں مرگئے جس کو رفع کیا جا سکتا تھا ازالہ تو بعد میں ہونا تھا اگر وہ محنت کرتے تو کوئی ضرورت نہیں تھی کہ وہ واقعہ ہو جاتا۔ اب اکلوتا بیٹا اگر مرجائے اور اپنی غلطی سے ہو تو ساری عمر انسان دکھ محسوس کرتا ہے یہ زندگی بھر کا روگ ہے جو اس کو لگ جاتا ہے' کبھی پیچھا ہی نہیں چھوڑتا۔

اور گھر کی سرخ کتاب میں اگر یہ درج ہو کہ یہاں جتنے بھی ہمارے بچوں کے حادثات ہوئے ہیں اس وجہ سے ہوئے ہیں بعض دفعہ سیڑھیوں کی کوئی خرابی ہوتی ہے اور حادثہ ہو گیا اور اس کو بھول گئے۔ جب تک سیڑھیوں کی اس خرابی کا ازالہ نہ کیا جائے اس وقت تک آئندہ حادثات کی روک تھام ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ اس ضمن میں میں نے اپنے ہالینڈ کے گھر میں بھی توجہ دی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اس خرابی کی وجہ سے بچہ گر کر نقصان اٹھا سکتا ہے۔ اللہ کے فضل سے کوئی بچہ گرا نہیں مگر مجھے دکھائی دے رہا تھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے لازماً بچہ گر سکتا ہے اور بعض دفعہ اتنی خطرناک اس کو چوٹ آ سکتی ہے کہ وہ ساری عمر کے لئے معذور ہو جائے چنانچہ سیڑھیوں کی درستی کرائی گئی۔ وہ کارپٹ جو اس پہ بچھایا گیا تھا وہ ڈھیلا ڈھیلا اس کو ٹھیک کروایا گیا اور یہی صورت حال بیلجیئم میں بھی دوہرائی گئی۔ وہاں بھی جن سیڑھیوں سے میں اوپر جاتا اور نیچے آتا تھا میں تو احتیاط کر لیتا تھا مگر بچوں کے متعلق یہ خطرہ تھا کہ وہ قالین کے پھسلنے سے ٹھوکر کھا کر گر جائیں گے اور اس صورت میں وہ سیڑھیاں اس طرح کی تھیں کہ بہت گہرا نقصان پہنچ سکتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ان چیزوں کی پیش بندی ہو گئی مگر بنیادی بات یہی ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے نتیجے میں یہ توفیق مل گئی۔

گاڑی چلانے والے

ہماری سرخ کتاب میں جو یہاں مکمل ہو اس میں یہ بات درج ہو کہ ہر گاڑی جو بیرون ملک سفر کرنے والی ہو اس کے اوپر ایک چھپی ہوئی چٹ آویزاں ہو جائے۔ اس میں لکھا جائے کہ آپ پر لازم ہے کہ اگر نیند آئی ہو تو ٹھہر جائیں' تھکے ہوئے ہیں تو کہیں ٹھہر جائیں اور آرام کر لیں۔ اگر کام پر دیر سے پہنچتے ہیں تو یہ ایک معمولی دنیاوی نقصان ہے جو آپ کو پہنچ سکتا ہے۔ جا کر معافی مانگ لیں تو اکثر آپ کو معاف بھی کردیں گے لیکن اس کی کوئی معافی نہیں جو یہ جرم آپ کریں گے کیونکہ ساری جماعت کو تکلیف ہو گی۔ آپ کی غلطی سے آپ کا نقصان نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتوں کو تکلیف ہوتی ہے' ہم تو ایک جان ہو چکے ہیں اخوہ بن گئے ہیں یہ خیال کہ جرمنی میں حادثہ ہو رہا ہے اور باقی جگہ اس کی تکلیف نہ ہو' بالکل غلط خیال ہے۔ جو تکلیف میں محسوس کرتا ہوں اس کو ایک طرف رکھیں' سب دنیا کے احمدی وہ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ پس کیوں ہم بار بار قرآنی تعلیمات کے بعض حصوں کو نظرانداز کر کے تکلیفات میں مبتلا ہوں۔ تو اس سرخ کتاب میں جو ہماری یہاں تیار ہو رہی ہے اس میں یہ بات درج کی جائے کہ آئندہ کوئی ایسی کار جو اندرون ملک جا رہی ہو باہر کے لئے' یا بیرون ملک جا رہی ہو ایسی نہیں ہو گی جس کے اوپر یہ تنبیہ درج نہ ہو۔ اس کے شیشوں کے ساتھ لگا دی جائے گی۔ اس میں ان پر لازم کیا جائے گا کہ بے شک آپ کو دنیاوی نقصان ہو اگر تھکے ہوئے ہیں تو آپ نے ہرگز سفر نہیں کرنا اور اگر کہیں آرام کے لئے' سونے کے لئے جگہ میسر آ جائے جو عموماً پٹرول پمپوں پہ مل جاتی ہے وہاں تسلی سے سوئیں' آرام سے جب آنکھ کھلے اس وقت پھر دوبارہ سفر کا آغاز کریں۔

مربیان کے لئے

میں آنے والے تمام (مربیان) کو جو سربراہ ہیں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اپنے ملک میں ہونے والے واقعات پر بھی ایک کتاب بنائیں۔ ان واقعات میں جو دنیاوی مسائل ہیں جن کے نتیجے میں حادثات پیش آئے ان کو بھی پیش نظر رکھیں۔ مثلاً سیرالیون کے متعلق مجھے خیال آیا کہ اس کی سرخ کتاب میں یہ باتیں بھی درج ہونی چاہئیں کہ جہاں جہاں فسادات ہوئے ہیں وہاں کن احمدیوں کو نقصان پہنچا ہے۔ کیا پیش بندی ان کو کرنی چاہئے تھی جو نہیں کی اور اس کے نتیجے میں جو ان کو نقصان ہوا وہ ہمارا سب کا نقصان ہوا۔ بہت سے ایسے احمدی تھے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو بچائے جا سکتے تھے اور ان کا بچنا جماعت کے لئے بڑی تقویت کا موجب ہوتا۔

بعض ایسے ایسے مخلصین وہاں (قربان) ہو گئے اور جماعت کے ہاتھ سے جاتے رہے کہ جو اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے بہادری کی ایک غلط تعریف کر لی۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارا جماعت سے وفا کا تقاضا ہے اور ہماری بہادری کا تقاضا ہے کہ جو کچھ ماحول میں ہوتا چلا جائے ہم نے اس مرکز کو نہیں چھوڑنا جس پر ہمیں متعین کیا گیا ہے اور اپنی طرف سے وہ مثلاً ہسپتال ہیں (بیوت الذکر) ہیں' اس قسم کی دوسری عمارات ہیں ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جو حصہ حکمت کی کمزوری کا تھا وہ یہ تھا کہ وفا تو کی مگر اس وفا نے فائدہ کوئی نہ دیا' الٹا نقصان پہنچایا کیونکہ وہ اکیلی جان حملے کے وقت ان چیزوں کی حفاظت کر کیسے سکتی تھی۔ جب بھی ایسی جگہوں میں حملے ہوئے ہیں آگ لگانے والوں اور لوٹ مار کرنے والوں نے کسی آدمی کی موجودگی کا ادنیٰ بھی لحاظ نہیں کیا۔ ہاں اس آدمی کو جہاں تک ممکن تھا یا (قربان) کر دیا گیا یا زندہ آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔

بہت بڑی بڑی تکلیفیں سیرالیون کے احمدیوں نے دیکھی ہیں جو ایسے حادثات سے تعلق رکھتی ہیں جو ملکی تغیرات کے نتیجے میں پیدا ہوئے اور اس کی کوئی سرخ کتاب نہیں رکھی گئی۔ اس لئے میں سیرالیون کے (مربی) کو خاص طور پر جو امیر ہے اس کو دوسرے امور میں کتاب رکھنے کے علاوہ اس طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ تمام جائزہ مکمل کریں۔ ایک بھی حادثہ ایسا نہ ہو جسے نظرانداز کیا جائے۔ وہ کیوں ہوا تھا' کیا حکمت کی باتیں نظرانداز کی گئیں' بچنے کا وقت کون سا تھا' اس وقت اس کو استعمال کیوں

نہ کیا گیا۔
اب گنی بساؤ میں حالات خراب ہوئے۔ گنی کوناکری جو اس سے ملتا ہے وہاں نسبتاً حالات بہتر تھے۔ ہمارے (مربیان) نے ہمیں یہ لکھنا شروع کیا کہ ہم جس علاقے سے نکل گئے ہیں وہاں فساد کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں اور اس علاقے میں امن ہے۔ پھر اور آگے بڑھے کہ اب بھی فساد پیچھے رہ گیا پھر گنی کوناکری کے بارڈر پر پہنچے اور کہا اب ہم یہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ جب یہ باتیں وکیل التبشیر نے میرے سامنے رکھیں میں نے کہا انتہائی خطرناک غلطی کر رہے ہیں۔ جب فساد پھیلتے ہیں تو ضروری نہیں کہ جس طرف سے آ رہے ہیں آپ کو دکھائی بھی دے رہے ہوں۔ وہ گھیرا ڈال لیا کرتے ہیں اور اس گھیرے کو توڑنا پھر آپ کے بس میں نہیں رہے گا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا ہم گنی کوناکری میں جا کر جو الگ ملک کا بارڈر ہے وہاں انتظار کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہرگز یہ نہیں ہونا کیونکہ اگر گنی کوناکری جا کے انتظار کرو گے تو وہ بھی محفوظ نہیں ہے کیونکہ جو شرارت کی خبریں مجھے مل رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی حملہ ہو گا اس لئے سینیگال چلے گئے تو پیچھے شرارت نے سر اٹھا لیا تب ان کو سمجھ آئی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ایک نگران ہے اس کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا ہے کہ وہ باریک باتوں پر بھی نظر رکھے اور باریک باتوں پر نظر رکھنے کے نتیجے میں کبیرہ سے نجات مل جاتی ہے' بہت بڑے بڑے خطرات سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچا لیتا ہے۔
تو یہ پہلو بھی جیسا کہ سیرالیون کے حوالے سے میں نے شروع کیا تھا ہر احمدی ملک کو پیش نظر رکھنا ہے۔ ہر جگہ مختلف خرابیاں ہوتی رہتی ہیں ان کی پیش بندی کے لئے تمام اقدامات کرنے ضروری ہیں اور انقلابات کے نتیجے میں جو امکانات پیدا ہوتے ہیں اور جو خطرات پیدا ہوتے ہیں ان کی پہلے سے تسلی کے ساتھ ٹھنڈے دل اور دماغ کے ساتھ ان پر غور کر کے ان کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

نائیجیریا کے لئے

بہت سے امور ہیں جن میں تفصیلی ہدایات کا طے ہونا ہی ضروری نہیں بلکہ وقت پر ان لوگوں تک پہنچا دینا ضروری ہے تاکہ جب بھی خدانخواستہ ایسے حالات برپا ہوں تو فوری طور پر ان پر عمل درآمد کریں۔ جو نائیجیریا کے بدلے ہوئے حالات ہیں ان میں کچھ خرابیاں ابھی ہیں جن کی طرف جماعت کو پوری توجہ کرنی چاہئے۔
ابیولا صاحب جن کے انتخاب کے نتیجے میں سارا جھگڑا چلا تھا' ابیولا صاحب سے میرے اور جماعت کے بہت گہرے ذاتی تعلقات تھے۔ وہ جب یہاں تشریف لایا کرتے تھے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ ہمارے پاس نہ پہنچے ہوں۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے اپنے معاملات میں جو پیچیدہ تھے مجھ سے مشورہ نہ کیا ہو۔ اس کے بعد دنیا میں جہاں جاتے تھے وہاں سے ٹیلی فون پر رابطہ کرتے تھے کیونکہ ارب پتی آدمی تھے' ٹیلی فون کا بل تو ان کے لئے ایک کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا جس کو آگ میں پھینک دیا جائے۔ یعنی ان کے ذہن میں وہ تصور ہی نہیں جو عام لوگوں کے ذہن میں ٹیلی فون کالوں کا تصور ہے۔ تو اس لحاظ سے وہ دنیا کے ہر مقام سے' جہاں بھی جاتے تھے لازمہ بنا رکھا تھا کہ مجھ سے ٹیلی فون پر بات کریں گے اور پوچھا کرتے تھے کہ یہاں میں اس غرض سے آیا ہوا ہوں' یہ میرا دنیا کا تجارت کا معاملہ ہے' یہ ایسا معاملہ ہے جس کا ہماری سیاست سے تعلق ہے' آپ بتائیں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ یعنی مجھ سے مشورہ لینے میں بے انتہا عاجز تھے لیکن ان کے رشتے داروں اور ان کے باقی لوگوں کو تو یہ باتیں معلوم نہیں۔ جس پارٹی کے وہ سربراہ تھے وہ دراصل Islamic Fundamentalism کی پارٹی ہے جو اسلامی بنیاد پرستوں کی سربراہی میں قائم ہوئی ہے اور اس کے نتیجے میں اس کو کافی نفوذ ہوا ہے۔ اور ان کے بنیادی ارادوں میں یہ بات داخل تھی کہ اگر ہم آ گئے تو عیسائیوں کا بھی قلع قمع کریں گے جن کو سیاست میں نفوذ ہے اور معتدل مسلمانوں کو بھی ٹھیک کر لیں گے۔ اب الحاجی ابیولا کی یادیں تو وہاں کوئی کام نہیں کر سکتیں وہ کسی تحریر میں نہیں آئیں' کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں یہ درج ہوں سوائے اس وقت میرے دماغ کی کتاب ہے جس میں یہ باتیں درج ہیں۔ تو ہمارے امیر صاحب نائیجیریا ان باتوں کو بھی اپنی سرخ کتاب میں درج کریں اور یہ لکھ لیں کہ ایک بہت بڑا نائیجیرین قوم کا ہمدرد اور راہنما رخصت ہو گیا جو جماعت احمدیہ سے جو استفادہ کیا کرتا تھا وہ بھی اس کے دماغ کے ساتھ ہی رخصت ہو گیا۔ وہ اگر رہتا تو مجھے یقین ہے کہ اسی طرح ہمارے مشورے کے مطابق رفتہ رفتہ ان انتہا پسندوں کا رخ بھی اسی طرف پھیر دیتا۔ لیکن اس بے چارے کی زندگی نے وفا نہیں کی۔
اب جماعت نائیجیریا کو چاہئے کہ یہ باتیں درج کرے اور ان کے پیچھے جو باقی راہنما رہتے ہیں ان سے پوچھ لیں اور ان سے رابطے کی وسیع مہم چلائیں اور یہ منصوبہ بنائیں کہ نائیجیریا اکٹھا رہے۔

خلافت کے معنی

○ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔
"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں۔ تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔"

(الفضل 31۔ جنوری 1936ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حاجی میاں عبدالرحمٰن صاحب زرگر آف پنڈی چری

عبدالحمید آف جرمنی

میرے پیارے دادا جان حاجی میاں عبدالرحمن صاحب کی وفات 8 جون 1983ء تقریباً 72 سال کی عمر میں پیارے تایا جان ڈاکٹر میجر عبد الغفور صاحب مرحوم کے گھر پر ہوئی - دادا جان پنڈی چری ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے - آپ کو پیدائشی احمدی ہونے کا شرف حاصل تھا - آپ کے والد بزرگوارم حاجی میاں محمد یوسف صاحب زرگر اور ان کے دونوں بھائی میاں محمد یامین اور میاں احمد دین، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت پیر روشن شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ احمدیت قبول کر چکے تھے - جن کا کاروبار صرافہ کا تھا - اس لئے سونے کی خرید و فروخت کے لئے اکثر و بیشتر امرتسر جایا کرتے تھے - وہاں سے آپ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کے دیدار کا شرف حاصل کرکے صحابہ کرام میں شامل ہوگئے -

ہمارے دادا جان کی پیدائش حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ کے زمانے میں ہوئی گو ہمیں ان کی صحیح تاریخ پیدائش کا حتمی علم نہیں ہے - آپ میاں محمد یوسف صاحب کے دوسرے بیٹے تھے - ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کو مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کر وا دیا گیا - مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب آف امریکہ اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب آپ کے کلاس فیلو تھے - حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کو بعد میں مسند خلافت پر متمکن ہونے کا شرف حاصل ہوا ـــــ بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر دادا جان مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم کو جاری نہ رکھ سکے تاہم آپ کی علم سے محبت اور وابستگی زندگی بھر قائم رہی - آپ کو قدرت نے غیر معمولی حافظہ عطا کیا تھا - آپ کو دینی تعلیم سے دلی رغبت تھی اور آپ کو مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا شغف تھا - آپ کو قرآن کریم کے بہت سے حصے زبانی یاد تھے - کسی بچے یا بچی کو پڑھاتے ہوئے آپ کو متن دیکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی - آپ قرأت قرآن یا اعراب کی غلطی پورے اعتماد سے درست کرتے اور بچوں کو بڑے پیار سے سمجھاتے تھے -

آپ اپنے آبائی پیشہ صرافہ کے کام کی طرف جلد ہی راغب ہوگئے اور اس میں نیک نام پیدا کر کے کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی کے مصداق ٹھہرے - قریبی دیہات سے لے کر شیخوپورہ، ملتان اور بہاولپور تک کے علاقوں میں آپ کے کام اور دیانتداری کی شہرت تھی آپ نے اپنے کاروبار کے معیار کو کبھی گرنے نہیں دیا - یہی صفت آپ کی اولاد میں محترم تایا جان مرحوم میاں گلزار احمد صاحب آف چنیوٹ کو عطا ہوئی ہے - آپ کی باقی اولاد تو صرافہ کے پیشہ کو خیرباد کہہ گئی - البتہ اعلیٰ تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت سے آراستہ ہوئی - چنانچہ ڈاکٹر میجر عبد الغفور صاحب زاہد نے سرگودھا ڈویژن میں نیک نام کمایا - اسی طرح میاں عبد الحلیم صاحب صادق اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہوئے اور سیشن جج اور سپیشل جج انٹی کرپشن کے فرائض انجام دینے کے بعد اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں - اس طرح دادا جان کی باقی اولاد بھی خدا کے فضل سے تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہوئی - اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹے عطا فرمائے - مکرم میاں گلزار احمد صاحب مرحوم، مکرم ڈاکٹر میجر عبدالغفور صاحب زاہد مرحوم، مکرم میاں عبدالحلیم صاحب صادق آف سرگودہا، مکرم میاں عبدالرشید صاحب خالد، کراچی، مکرم میاں عبدالرزاق صاحب، فرینکفورٹ، مکرم عبداللطیف صاحب طور آف مسی ساگا اور مکرم میاں عبدالشکور صاحب، فرینکفورٹ - خداتعالیٰ کے فضل سے آپ کی ساری اولاد کو جماعت احمدیہ سے دلی وابستگی ہے اور ان کو خلفائے احمدیت سے برکات حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہے - اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی ساری اولاد نیک اور صالح ہے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہے - آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعاؤں کی تحریک کرتے اور خود بھی بڑی کثرت سے دعائیں کرتے تھے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعائیہ اشعار درثمین سے پڑھنا آپ کا روز کا معمول تھا - میری دادی جان اپنے بچوں میں سے میاں گلزار احمد اور میاں عبد الغفور، جو اس زمانے میں ابھی بہت چھوٹے تھے، کو لے کر خود حضرت مصلح موعود رضی تعالیٰ عنہ کے پاس چلی جاتی تھیں اور جا کر ان سے دعا کے لئے عرض کرتی تھیں - حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر بچوں کا دل بہت خوش ہوتا تھا - حضرت سیدہ ام طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکثر تایا جان ڈاکٹر میجر عبد الغفور زاہد کو جو اس وقت ابھی بہت چھوٹے بچے تھے، اپنی گود میں بٹھا لیا کرتی تھیں اور بہت دعائیں دیا کرتیں تھیں - پیاری دادی جان محترمہ مریم بی بی اپنی دیگر مصروفیات، میاں کی خدمت، مستقل مزاجی اور سخت محنت کشی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہ ہوتیں - انہوں نے اپنی صالح عادات کی وجہ سے دادا جان کی رفاقت کو بڑے اخلاص اور وفا کے ساتھ نبھایا - اللہ تعالیٰ ہماری دادی جان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے - آمین

دادا جان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عشق تھا - 1968ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو بیت اللہ کا حج کرنے کی

توفیق ملی ۔ جب دادا جان حج کر چکے اور واپس لوٹنے کی تیاری شروع کی تو آپ تبوک میں اپنے بیٹے ڈاکٹر میجر عبدالغفور صاحب زاہد کے ہاں ٹھہرے ۔ سحری کے وقت نماز تہجد کے لئے اٹھنا آپ کا روز مرہ کا معمول تھا ۔ اٹھے اور نماز تہجد ادا کی ۔ پھر فجر کی نماز ادا کی ۔ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوئے ، تو بہت روئے اور کسی کے ساتھ کوئی بات نہیں کی ۔ بلکہ خاموش رہے اور غیر معمولی جذباتی ہوگئے ۔ سب کو فکر لاحق ہوئی کہ دادا جان اتنے پریشان کیوں ہیں ۔ دادی جان نے پوچھا کہ میاں جی طبعیت ٹھیک تو ہے ۔ مگر کچھ نہ بولے ۔ اس پر تایا جان ڈاکٹر عبدالغفور زاہد مرحوم اسیر راہ مولیٰ نے ہمت کر کے پوچھا کہ اباجان کیا بات ہے ۔ بہت رقت سے کہا کہ بیٹا مجھے ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کروا دو ۔ میں ساری عمر تمہیں دعائیں دوں گا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش بھی پوری کر دی ۔ اور مدینہ منورہ جا کر حضرت نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضری دی ۔ آپ صوم و صلوۃ کے پابند ، نیک اور صالح انسان تھے ۔ جماعت کے چندوں میں باقاعدہ ۔ انسانی ہمدردی دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ معاشرہ میں آپ پروقار شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے تھے ۔ اہالیان دیہات اور ہماری غیر احمدی برادری بڑے اہم کاموں میں آپ سے مشورہ لیتی تھی اور آپ دعاؤں کے ساتھ ان کی رہنمائی کرتے تھے ۔ علم طب میں دلچسپی رکھتے تھے ۔ دوکان پر ہر وقت " بیاض نورالدینؓ " موجودہ رہتی تھی ۔ پریشان حال عورتوں اور بعض نوجوانوں کے چہرے سے مرض کا اندازہ لگا لیتے تھے ۔ عورتوں کی جملہ امراض کے لئے ایک کڑوی دوائی بناتے جو لال دوائی کے نام سے موسوم تھی یہ نسخہ تقریباً 26 دیسی جڑی بوٹیوں سے تیار کیا جاتا تھا ۔ اس دوائی سے ان گنت خواتین نے فائدہ اٹھایا ۔ یہ نسخہ دادا جان کی وفات کے بعد بھی ہمارے خاندان میں رائج ہے اور بوقت ضرورت اب بھی جانے پہچانے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ اس طرح یہ دوائی فیض عام کا وسیلہ ثابت ہوئی ۔ طبعیت میں مزاح اور شگفتگی پائی جاتی تھی ۔ ایک دفعہ ایک دوست اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر آئے اور کہنے لگے میاں جی اس کو دیکھیں بہت کمزور ہے آپ نے نام پوچھا ، جواب ملا یوسف ۔ کہنے لگے ، ہے تو یوسف لیکن کنویں میں گر پڑا ہے ۔ بعد میں ضروری دوائی کا نسخہ دیا اور چند دنوں میں وہ لڑکا خداتعالیٰ کے فضل سے صحت مند ہوگیا ۔

آپ کو احمدیت سے بے پناہ عشق تھا ۔ اس ضمن میں ایک واقعہ میرے پیارے چچا میاں عبد الرزاق حال آفن باغ جرمنی نے بتایا کہ ایک بار جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر ہو رہی تھی ۔ دادا جان پرالی میں لیٹے ہوئے تقریر سن رہے تھے ۔ حضرت مولانا موصوف کی تقریر کا عنوان تھا " حضرت بانی سلسلہ کی پیش خبریاں " جب مولانا نے تقریر کے آخر میں حضرت اقدس کا یہ اقتباس پیش کیا کہ ان باتوں کو صندوقوں میں بند کرکے رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو کر رہے گا !! ابا جان اس وقت یہ فقرہ سنتے ہی بڑے جذبہ سے اٹھے اور بڑے جوش سے بولے !! اسیں ایناں پیش گویاں نوں صندوقاں وچ کیوں بند کرئے ، اسیں اناں پیش گوئیاں دی منادی کراں گے !! یعنی ہم ان پیشگوئیوں کو صندوقوں میں کیوں بند کریں گے ہم تو ان کی دنیا بھر میں منادی کریں گے ۔

اس واقعہ سے دادا جان کی احمدیت اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے محبت کی جھلک نظر آتی ہے ۔ انہیں مناظروں میں جانے کا بہت شوق تھا ۔ چنانچہ آپ کو کئی مناظروں میں جانے کی توفیق ملی جن میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلافت سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث صاحب رحمہ اللہ علیہ بھی شریک ہوئے ۔ آپ خاص طور پر نماز فجر کی ادائیگی کے بعد بلند آواز میں خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کا ورد کرتے ۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ان دعاؤں کو پڑھتے جو آپ نے خاص طور پر اپنی اولاد کے حق میں کی تھیں ۔ جب خاکسار اس پرکیف روحانی نظارہ کو دیکھتا تو فوراً اٹھ کر نماز پڑھنے کی تیاری کرتا

دادا جان کی عبادت کے لمحات میں سوز و گداز اور الہی محبت موجزن تھی ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے خداتعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں ۔ ان کی اس کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل ہے ۔ صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جب دادا جان خشوع و خضوع سے عبادت کرتے تھے تو سارا کمرہ بقعہ نور ہو جاتا تھا اور پیارے دادا جان کے چہرے کی کیفیت ایسی دکھائی دیتی ، جیسے کوئی لازوال خزانہ ہاتھ آگیا ہو ، آپ کی یہ دلنشین مجلسیں اور صحبت صالحہ اچانک خاموش ہوگئیں ۔ اور ایسا غم دے گئیں جو کم ہونے میں نہیں آتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے اس کو ایک دن فنا ہونا ہے اور صرف رب ذوالجلال اور عزت والے خدا نے ہی باقی رہنا ہے ۔ اور یہ دنیا کی سب سے بڑی صداقت ہے اور اس پر راضی رہنا ضروری ہے ۔

پیارے دادا جان ، درویش صفت اور مست حال انسان تھے ۔ دنیاوی معاملات کو بس اتنی اہمیت دیتے ، جتنا ایک صوفی منش انسان دے سکتا ہے ۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ گھر کے لئے سبزیاں اور پھل خریدنے جاتے تو بعض اوقات اپنی قمیض کی جھولی بنا لیتے اور اس میں ساری چیزیں ڈال کر گھر لے آتے ۔ اور اس حالت میں ہر آتے جاتے شخص کو زور سے السلام علیکم کہتے ۔ آپ ایک پاکباز اور راستباز انسان تھے اور صاحب حال تھے اور اپنی تمام اولاد کو اس راہ ہدایت پر چلانے کے لئے ان کی دینی و دنیوی تربیت کی اور حصول علم کے لئے مالی قربانی دینے سے کبھی گریز نہیں کیا ۔ جن نامساعد حالات میں انہوں نے اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کیا ، آج اس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے ، ان کا یہ فیضان آج بھی ان کی اولاد میں جاری ہے ۔

دادا جان ، شفیق اس قدر تھے کہ ہر چھوٹے بڑے کو نہایت ادب سے مخاطب کرتے وقت " آپ " اور دیگر تعظیمی الفاظ استعمال کرتے ۔ بلکہ اپنی طرف سے القابات سے نوازتے جو اس شخص کی کسی خوبی سے متعلق ہوا کرتے ، چھوٹے بچوں سے بہت پیار کرتے ۔ اور ان کے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افریقہ میں جماعت احمدیہ کی خدمتِ قرآن کا تذکرہ

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

حال ہی میں دو سویڈش پروفیسروں ، ایوا ایور روسالاندر اور ڈیوڈ ویسٹرلنڈ نے " افریقی اسلام " اور " افریقہ میں اسلام " کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کی ہے جسے نارڈک افریقہ انسٹی ٹیوٹ اپسالا کے تعاون سے لندن کی ہرسٹ اینڈ کمپنی نے شائع کیا ہے ۔ اس کتاب میں بارہ مستشرقین کے مختلف مضامین شامل ہیں جن میں محولہ بالا موضوع کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے ۔ ایوا ایور روسالاندر اپسالا کی نارڈک افریقہ انسٹی ٹیوٹ میں سوشل اینتھرو پالوجی کی ریسرچ فیلو ہیں اور ڈیوڈ ویسٹرلنڈ ، سٹاک ہالم یونیورسٹی میں تقابل ادیان کے شعبہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپسالا یونیورسٹی میں دینیات کے شعبہ میں سینئر لیکچرار بھی ہیں ۔

اس کتاب میں جماعت احمدیہ کا پہلا پہلا ذکر ایوا روساندر نے کیا ہے کہ : " مشرقی افریقہ میں قرآن مجید کے سواحیلی زبان میں تین ترجمے ہوئے جن میں سے ایک ترجمہ جماعت احمدیہ کی جانب سے کیا گیا " ۔(صفحہ ۱۶) اس کے بعد جماعت احمدیہ کا ذکر جان ہون وک کے مضمون میں ہے جو ایوانسٹن یونیورسٹی الی نائے امریکہ میں افریقی تاریخ کے پروفیسر ہیں اور اس سے پہلے یونیورسٹی آف اباداں اور یونیورسٹی آف غانا میں مذہبیات کے پروفیسر رہ چکے ہیں ۔ لکھتے ہیں : " نائیجیریا ، گھانا اور سیرالیون میں ۱۹۳۰ سے جماعت احمدیہ کا اثر و نفوذ شروع ہو چکا تھا جس کی بنیاد انڈیا میں رکھی گئی تھی ۔ اس فرقے والے تعلیم اور انگریزی زبان پر بہت زور دیتے تھے اس لئے شاید حکمران بھی یہ سمجھتے تھے کہ یہ فرقہ اسلامی اثرات کو تنگ نظری سے آزاد کرنا چاہتا ہے مگر ان کی روشن خیالی شمالی نائیجیریا میں ان کے لئے سدِ راہ بن گئی اور شمالی غانا کے علاقہ "وا" میں ان کی موجودگی مسلم فرقوں میں مستقل مناقشت کا باعث بنتی رہی " ۔(صفحہ ۳۴) اسی صفحہ پر مصنف نے جماعت احمدیہ کے تعارف میں ایک فٹ نوٹ بھی دیا ہے (حاشیہ صفحہ ۴۳)

African Islam and Islam in Africa
by David Westerlund & Eva Evers Rosander
C. Hurst & Co., Publishers, Ltd., 38 King St., London WC2E 8JZ

تیسرے مضمون نگار جن کے مضمون میں جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن کا ذکر ہے وہ لینتو لا کنزا بلدا ہیں ۔ آپ روم کی پانٹیفیکل انسٹی ٹیوٹ میں عربی اور اسلامی علوم کے شعبہ کے سربراہ ہیں ۔ لکھتے ہیں : " مشرقی افریقہ میں اسلام کے مستحکم ہونے اور ترقی کرنے کی اہم ترین وجہ یہ ہوئی کہ قرآن کے سواحیلی زبان میں تفسیری تراجم ہوئے ۔ تین مکمل ترجمے چھپے ۔ جی ڈیل صاحب کا ترجمہ (۱۹۲۳)، ایم احمد احمدی کا ترجمہ (۱۹۵۳) اور اے اے الفارسی کا ترجمہ (۱۹۶۹) ۔ مصنفین نے نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ طویل تفسیری تعارفیے اور متن کی تشریحات لکھیں ۔ ایسا عظیم الشان کام بڑے لمبے عرصے پر محیط ہوتا ہے اور اسے بڑے عالمانہ انداز میں بڑی احتیاط کے ساتھ تکمیل تک پہنچایا گیا " (صفحہ ۹۶) آگے چل کر یہی مضمون نگار جماعت احمدیہ کے کئے ہوئے ترجمہ کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے احمدیہ

ترجمہ کے زیر عنوان لکھتے ہیں: " سواحیلی میں دوسرے ترجمہ کا کام شیخ مبارک احمد احمدی نے اپنے ذمہ لیا۔ آپ نے اس کی ابتدا ٹبورا کے مقام میناز ینی پر یکم رمضان المبارک بمطابق ۱۵ نومبر ۱۹۳۶ کو کی۔ مسٹر احمدی اس وقت جماعت احمدیہ مشرقی افریقہ کے امیر اور رئیس التبلیغ تھے۔ ان کے نام کے ساتھ دونوں اعزازات لکھے ہوئے ہیں مگر وہ اپنے نام کے ساتھ مبشر اسلام لکھتے ہیں۔ ۱۹۴۲ تک اس ترجمہ کا مسودہ تیار تھا ہو چکا تھا اور زبان کی منظوری کے لئے علاقائی زبان کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ کمیٹی نے بعض

ترمیمات تجویز کیں جن میں سے بعض کو منظور کر لیا گیا اور بعض مسترد کر دی گئیں کیونکہ ان مجوزہ ترمیمات کا تعلق عربی زبان سے تھا اور وہ علاقائی زبان کی کمیٹی کے حلقہء اختیار سے باہر تھیں۔ (صفحہ ۱۰۲)

آگے لکھتے ہیں: " متن پر تفسیر کا کام ۱۹۴۹ تک جاری رہا اور بالآخر ۱۹۵۳ میں اسے شائع کر دیا گیا۔ اس ترجمہ کی تیاری میں احمدی صاحب کو بہت سے افریقی احمدیوں کا تعاون حاصل رہا جن کا اصل کام یہ تھا کہ وہ سواحیلی زبان کی صحت کا خیال رکھیں۔ جن لوگوں کی زبان کی قابلیت کام آئی ان میں ایک سعیدی کامبی تھے جو ٹبورا کے احمدیہ مسلم سکول میں ٹیچر تھے۔ دوسرے اوجی جی کے کالوتا امری عبیدی تھے جو تنزانیہ کے ادیب، شاعر اور سیاست دان تھے۔ آپ کو ۱۹۵۰ میں چیف احمدیہ مبلغ مقرر کیا گیا تھا اور آپ نے ۱۹۵۴ سے ۵۶ تک ربوہ میں رہ کو اپنی دینی تعلیم کی تکمیل کی تھی۔ (صفحہ ۱۰۳)

کالوتا امری عبیدی (۱۹۲۴ - ۶۴) اوجی جی میں پیدا ہوئے تھے جہاں کی پرانی نسل کو اب بھی ان کی شاعرانہ صلاحیتیں اور سیاسی وابستگیاں یاد ہیں۔ آپ تانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے ممبر تھے اور بعد کو دارلسلام کے پہلے افریقن میئر بنے مگر ان کی مکمل وابستگی جماعت احمدیہ کے ساتھ تھی ان کے دیوان کی درجِ ذیل نظم ان کی احمدیہ جماعت سے مکمل وابستگی کا نایاب نمونہ ہے:

" احمد پر ایمان لاؤ؛ وہ خدائے ذوالجلال کا رسول ہے،

جو قادیان میں پیدا ہوا۔ آؤ؛ اسے پہچانو؛

اگر تم اسے پہچانتے ہو تو تم نے ابھی تک

اس کی بیعت کیوں نہیں کی؟

اللہ کا حکم ہے کہ رسول کی پیروی کیا کرو۔" (صفحہ ۱۰۳)

اس صفحہ پر فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ اس ترجمہ کی اشاعت ایسٹ افریقہ احمدیہ مسلم مشن کی جانب سے ہوئی اور اس وقت اس کے دس ہزار نسخے شائع کئے گئے۔ ۱۹۷۱ میں دوسری اشاعت پر پانچ ہزار نسخے شائع کئے گئے اور تیسری اشاعت ۱۹۸۱ پر دس ہزار نسخے شائع کئے گئے آخری نسخہ میں ایک فرہنگ بھی شامل ہے جسے ربوہ پاکستان کے شیخ محمد منور نے مرتب کیا ہے۔ (صفحہ ۱۰۳)

جماعت احمدیہ کے سواحیلی ترجمہء قرآن کے دیباچہ میں (شیخ مبارک احمد) احمدی نے پادری ڈیل کے سواحیلی ترجمہ کے بارہ میں لکھا ہے: "قرآن عربی زبان میں نازل ہؤا اور جو لوگ عربی نہیں جانتے وہ قرآن کے معانی تقاضوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے علم و حکمت کو جانے بغیر وہ قرآن کو کیسے سمجھ سکتے ہیں؟" اس سوال سے باقی ترجمے بھی معرض بحث میں آگئے جن میں سے خصوصاً جی سیل کا ترجمہ (۱۷۳۴) جے ایم راڈویل اور ای آئی پامر کا ترجمہ (۱۸۸۰) نمایاں ہیں (اور احمدی کے نزدیک) یہ ترجمے "غلطیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کا اسلامی تعلیمات اور عربی زبان کا علم ناکافی ہے"۔ سواحیلی ترجمہ کے بارہ میں (شیخ مبارک احمد) احمدی نے لکھا ہے: "اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ آپ اس مقدس کتاب کو غیروں کے سامنے پیش کریں جو آپ کی خوبصورت اور خوشنما سواحیلی زبان میں تفصیل سے بیان کر دی گئی ہے"۔ (صفحہ ۱۰۳)

پروفیسر بالدا لکھتے ہیں: "مشرقی افریقہ کی جماعت احمدیہ کی ہمیشہ سے یہی پالیسی رہی کہ سواحیلی زبان کو اسلامی تعلیمات کے فروغ میں استعمال کیا جائے۔ یہ بات بعض دوسرے مسلمان رہنماؤں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی کیونکہ وہ اسلامی تعلیمات کی ترویج کو عربی زبان سے وابستہ سمجھتے تھے اور قرآن کے حفظ کرلینے کو ہی مسلمانوں کی تعلیم کے لئے کافی جانتے تھے۔ احمدیوں کے نکتہء نگاہ میں یہ ضروری تھا کہ قرآن حفظ کر لینے والوں کو یہ بھی بتایا جائے کہ جو کچھ انہوں نے عربی میں رٹ رکھا ہے اس کا مطلب کیا ہے"۔ (صفحہ ۱۰۴)

"(شیخ مبارک احمد) احمدی کا ردِ عمل ڈیل اور عیسائیوں کے ترجموں کی اشاعت کے بارہ میں بڑا واضح ہے۔ انہوں نے عیسائیوں کے متنازعہ سوالات کا جامعیت سے جواب دیا ہے اور مستند اسلامی نکتہء نظر پیش کیا ہے اور ایسا کرنا کسی اسلامی عالم یا ادیب ہی کو سزاوار تھا"۔ "غیر مسلموں کی جانب سے خاص طور سے عیسائیوں کی جانب سے رسالوں، کتابوں کے ذریعہ قرآن کی بعض آیات، رسول مقبولؐ کی حیات (مبارک) اور قرآنی تعلیمات پر ناواجب حملے کئے جا رہے ہیں"۔ "فادر ڈیل نے قرآن کا ترجمہ کیا ہے۔ چونکہ انہیں عربی زبان کا پورا علم نہیں تھا اس لئے کئی مقامات پر وہ صحیح ترجمہ نہیں کر سکے۔ اکثر ایسا ہؤا کہ انہیں عربی لفظ سمجھ میں نہیں آیا تو انہوں نے انگریزی تراجم کا سہارا لیا ہے"۔ یہاں مضمون نگار نے اینڈرسن نورشیڈ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: یہ جاننا اہم ہے کہ فادر ڈیل کو آکسفورڈ اور کیمبرج میں عربی کی دو دو پروفیسرشپس اور لندن میں ایک پروفیسر شپ حاصل تھی۔" (صفحہ ۱۰۵) "فادر ڈیل" کے ترجمہ کا مقصد اسلام کی تخفیف کرنا تھا۔ اس لئے فادر ڈیل کے ترجمہ میں عربی سے ناواقفیت کی وجہ سے اسلام دشمنی کا عنصر بے انتہا ہے"۔ "احمدیوں کے نزدیک کسی غیر مسلم کا قرآن کا ترجمہ کرنا ہی اسلام کی تخفیف کرنے کے مترادف ہے۔ اور ڈیل کے سلسلہ میں تو اس کی بنیاد ہی تعصب اور دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ یہ ترجمہ بگاڑ کر کیا گیا اور غلطیوں کا پلندہ ہے اس لئے لازماً مترجم کا مقصد اسلام کی توہین و تخفیف کرنا تھا" (صفحہ ۱۰۵)۔"

"احمدی کے ان الزامات کے نتیجہ میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین ایک دوسرے کے عقائد اور مقدس

صحیفوں پر اعتراضات کا دروازہ کھل گیا۔" (حتیٰ کہ عیسائیوں کی تنظیم کو حکومت سے اپیل کرنا پڑی کہ ایسا نہ ہونے دیا جائے کیونکہ اس طرح ملک کے امن و امان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے) (صفحہ ۱۰۶)

یہ بات واضح ہے کہ قرآن کے سواحیلی تراجم سے مشرقی افریقہ کے لوگوں میں قرآن کا علم عام ہو گیا اور انفرادی طور پر لوگ اسے سمجھنے لگے قبل ازیں عربی سے ناواقفیت کی بنا پر قرآن کا متن لوگوں سے پوشیدہ تھا۔

"تیسرا ترجمہ الفارسی نے کیا اور اس ترجمہ پر ابو الاعلیٰ مودودی صاحب سے دیباچہ لکھوایا جو جماعت احمدیہ کے سخت معاند تھے۔"

(صفحہ ۱۰۸)۔ "الفارسی نے جماعت احمدیہ کے ترجمہ پر بہت اعتراضات کئے کہ انہوں نے معانی میں تحریف کی ہے۔ مگر ان اعتراضات کا کافی و شافی جواب دیا گیا" "شیخ امری عبیدی نے جو مشہور احمدی عالم تھے الفارسی کے اعتراضات کا تحریری جواب دیا جس میں نہ صرف انہوں نے ترجمہ کے استناد کا دفاع کیا بلکہ یہ بھی بتایا کہ الفارسی حسد کے مارے ہوئے ہیں۔" (صفحہ ۱۱۰)۔ "اپنے سواحیلی ترجمہ پر اعتراضات کے باوجود احمدی جماعت نے مشرقی افریقہ کی دیگر زبانوں لوگاندا، اور کی کویو میں قرآن کے تراجم جاری رکھے جو بالترتیب ۱۹۸۴ اور ۱۹۸۸ میں شائع ہوئے"۔ (صفحہ ۱۱۱)

"جماعت احمدیہ کی مخالفت صرف ختم نبوت کے اسلامی عقیدہ کی مختلف توجیح کی وجہ سے ہی نہیں تھی اس وجہ سے بھی تھی کہ یہ ترجمہ ایسے شخص نے کیا تھا جو عربی النسل تھا نہ اس کی مادری زبان سواحیلی تھی۔ اس لئے ایک نئے ترجمہ کی ضرورت تھی"۔ "الفارسی نے ۱۹۵۰ میں اپنے ترجمہ کے کچھ حصے شائع کئے اور "اس الزام کی سختی سے تردید کی کہ وہ سواحیلی ترجمہ کے لئے احمدیوں کی اندھا دھند نقل کر رہے ہیں"۔ (صفحہ ۱۱۱)

صفحہ ۱۱۰ پر ایک فٹ نوٹ ہے: "جماعت احمدیہ عالمگیر کے منتخب امام حضرت مرزا طاہر احمد ہیں جو ۱۹۸۲ میں خلیفۃ المسیح الرابع بنے۔ آپ نے ۱۹۸۶ میں احمدی شہداء کے خاندانوں کی اعانت کے لئے "بلال فنڈ" جاری کیا۔"

اس کتاب کے مختلف اقتباسات میں نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ریکارڈ کے لئے ترجمہ کر دئے ہیں اپنی جانب سے میں نے کوئی تبصرہ نہیں کیا کیونکہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

اللہ تعالیٰ جماعت کی مساعی کو قبول فرمائے آمین۔

شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک

شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

صاحبزادی امتہ القدوس

ہماری امیدوں کا مرکز ہے تو ہی ہمیں اپنی رحمت کے جلوے دکھا دے
تو چارہ گروں کو عطا کر بصیرت انہیں مالکا دستِ معجز نما دے
جو ہیں چارہ سازی کے اسرار مولا، کرم سے تو اپنے انہیں سب سکھا دے
فراست دماغوں، حصانت ارادوں، بصارت نگاہوں کو دل کو جلا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

یہ کشکول ہے سامنے تیرے رکھا اسے اپنے فضلوں سے بھر دے خدایا
نہ میں تجھ سے مانگوں تو پھر کس سے مانگوں تو سب کو ہے دیتا تو سب کا ہے داتا
تو سب کا ہے ماویٰ، تو سب کا ہے ملجا، تو سب کا ہے والی تو سب کا ہے مولا
تو سب کا ہے ساقی ذرا جام بھر بھر کے لطف و کرم کے ہمیں اب پلا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

کسی گھر کی رونق، کسی دل کی چاہت تو آنکھوں کی پتلی کا تارا ہے کوئی
کہیں ذات سے اپنی بڑھ کے کوئی ہے، کہیں جان سے اپنی پیارا ہے کوئی
کسی کی نگاہوں کا محور ہے کوئی، کسی زندگی کا سہارا ہے کوئی
تو سب جانتا ہے، تجھے سب خبر ہے تو شانِ کریمی کے جلوے دکھا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

ہے جو روک بھی سامنے سے ہٹا دے، ہمارے لئے راہ ہموار کر دے
براہیمی سنت دکھا میرے پیارے، یہ دہکی ہوئی آگ گلزار کر دے
کوئی ناامیدی کا لمحہ نہ آئے مجھے اور بھی جو گنہگار کر دے
نویدِ مسرت سنا کر ہمیں اب گرفتہ دلوں کی تو ڈھارس بندھا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

کہیں درد کی داستانیں چھڑی ہیں کوئی اپنے زخموں کو سہلا رہا ہے
کہیں چارہ گر خود کو مجبور پا کے کسی دل شکستہ کو بہلا رہا ہے
ہمہ وقت دھن سوز کی سنتے سنتے مری جاں کلیجہ پھٹا جا رہا ہے
ذرا چھیڑ دے ساز "کُن" کو مغنّی مدھر لَے میں نغمہ طرب کا سنا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

لئے آنکھ میں آنسوؤں کی روانی ترے در پہ کوئی خمیدہ کھڑا ہے
جو اوروں کا دکھ بھی سمیٹے ہوئے ہے بہت دیر سے آبدیدہ کھڑا ہے
ہے سینہ فگار اور سوچیں ہیں زخمی جگر سوختہ دل تپیدہ کھڑا ہے
وہ صبر و رضا کا ہے پیکر تو خود لطف سے اپنے ہر فکر اس کی مٹا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک مرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

خزانے میں تیرے کمی تو نہیں ہے خزینۂ ہستی کے وا باب کر دے
تو قادر ہے تو مقتدر ہے خدایا ہمارے لئے پیدا اسباب کر دے
ہیں پژمردہ جو پھول رحمت کی شبنم تو ڈال ان پہ اور ان کو شاداب کر دے
کرشمہ دکھا اپنی قدرت کا پیارے جو بگڑے ہوئے کام ہیں سب بنا دے